Spot CMYK#Waheed

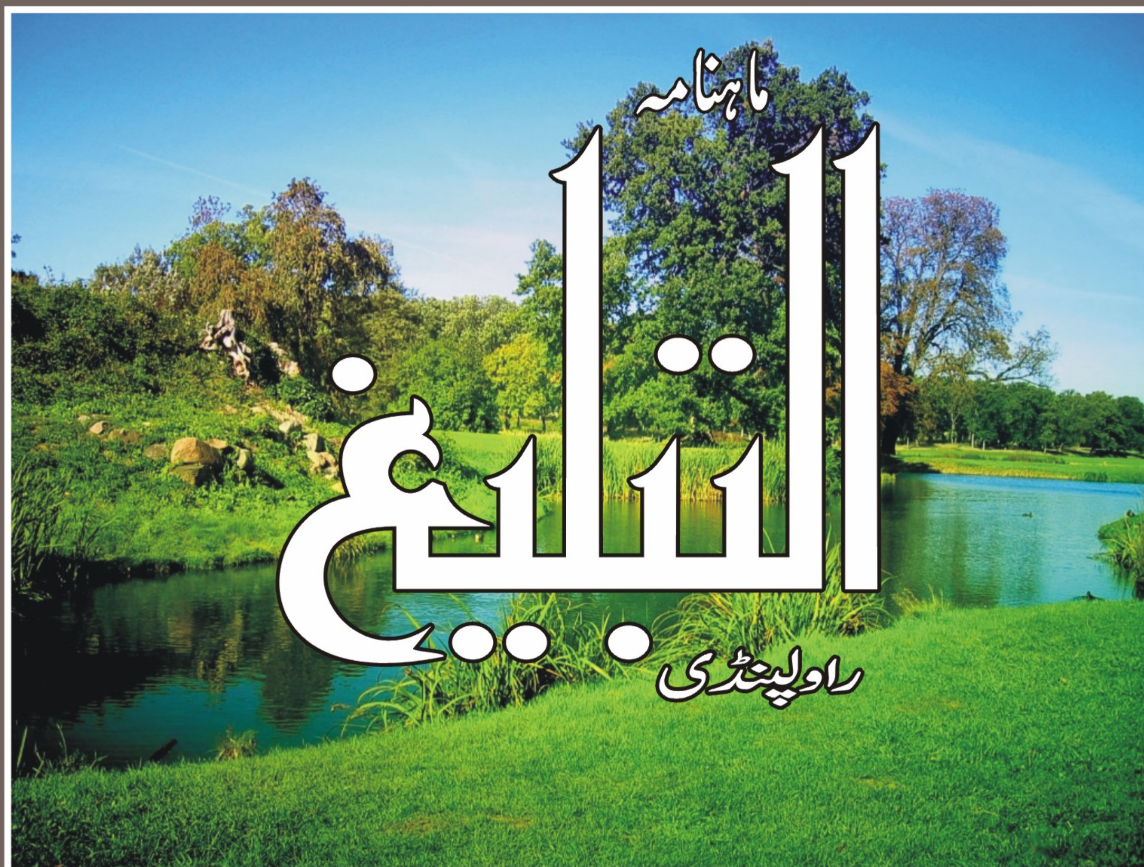

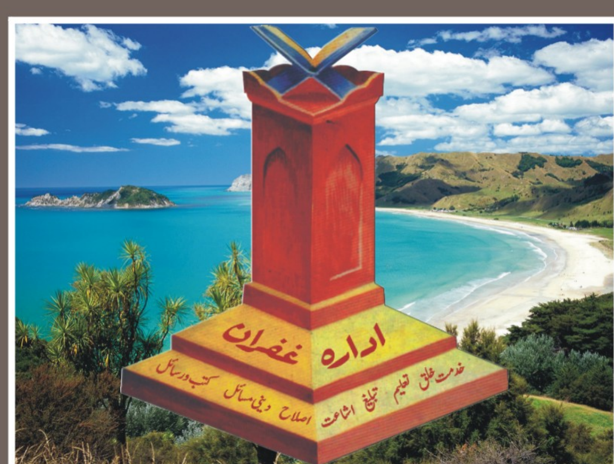

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.................. 25 روپے
سالانہ.................. 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرماکر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ .... کاشتکاری ذریعۂ معاش بھی اور صدقہ بھی .... مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۹۲) .... پاکیزہ کھانا اور اللہ کا شکر کرنا .... // // ۵

درسِ حدیث .... سفر میں سنت ونفل نمازوں کا حکم .... // // ۹

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ظالم سماج (دوسری وآخری قسط) .... ابومنزہ گلالئی ۱۴

راول ڈیم سے خان پور ڈیم تک (قسط ۵) .... ابوعشرت حسین ۱۹

شراب اور نشہ کے دنیاوی اور دینی نقصانات (قسط ۲) .... مفتی محمد رضوان ۲۴

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط ۷) .... مفتی منظور احمد ۲۹

ماہِ جمادی الاولیٰ: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات .... مولانا طارق محمود ۳۵

والدین کی وفات کے بعد صلہ رحمی کا طریقہ اور اُس کی فضیلت (چوتھی وآخری قسط) .... مفتی محمد رضوان ۳۷

علم کے مینار... عمر خیام ایک عظیم مگر مظلوم فلسفی وریاضی دان (قسط ۳) .... مفتی محمد امجد حسین ۴۰

تذکرۂ اولیاء: .... حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ اور آپ کا عارفانہ کلام .... // // ۴۵

پیارے بچو! .... بُری دوستی کا انجام .... بنتِ فاطمہ ۵۴

بزمِ خواتین .... عدت کے احکام (قسط ۴) .... مفتی محمد یونس ۵۶

آپ کے دینی مسائل کا حل..... عورتوں کا مَرد امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا .... ادارہ ۵۹

کیا آپ جانتے ہیں؟ .... اچھے اور بُرے خواب (قسط ۱۱) ...... مفتی محمد رضوان ۸۴

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۲۳) .... ابوجویریہ ۸۸

طب وصحت.... کلونجی (Black Cumin) کے فوائد وخواص (قسط ۲) .... مفتی محمد رضوان ۹۱

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز .... مولانا محمد امجد حسین ۹۴

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں .... حافظ غلام بلال ۹۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

کاشتکاری ذریعۂ معاش بھی اور صدقہ بھی

ہمارا ملک بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے، زراعت اور زمینی پیداوار ملکی معیشت میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، اور خود کاشت کار وزمین دار طبقہ کے لئے جو محنت وایمانداری کے ساتھ زمین سے زراُ گاتے ہیں، یہ معاشی ترقی اور برکت کا بھی اہم ذریعہ ہے۔

جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ خدمتِ خلق کا انتہائی اعلیٰ شعبہ ہے۔

اسلام نے بھی اس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جو مسلمان بھی کوئی شجر کاری کرتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے، پھر اس سے کوئی پرندہ یا انسان یا جانور کھالیتا ہے، تو وہ اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (بخاری) [1]

اور ایک حدیث میں ہے کہ جس کسی مسلمان نے کوئی درخت (خواہ فصل کی شکل میں ہو) لگایا، پھر اس سے کھایا گیا (خواہ کھانے والا کوئی بھی ہو) تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہے، اور جو اس سے چوری کیا گیا وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہے، اور جو اُس سے کسی درندے نے کھایا تو وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہے، اور جو اُس سے کسی پرندے نے کھایا تو وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہے، اور جس نے اس میں سے کچھ کمی کی (مثلاً کسی غرض سے اس میں سے لے لیا) تو وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہے (مسلم) [2]

اور ایک حدیث میں ہے کہ جو کوئی مسلمان بھی کوئی درخت یا بوٹا لگاتا ہے پھر اس درخت سے کوئی انسان اور کوئی چوپایہ اور کوئی پرندہ جو بھی (اس درخت کے پھل، پھول، پتے، شاخ، تنے، لکڑی وغیرہ سے)

---

[1] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ (بخاری، رقم الحدیث ۲۳۲۰، عن انس بن مالک)

[2] عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ (مسلم، رقم الحدیث ۱۵۵۲ "۷")

کھاتا ہے(فائدہ اُٹھاتا ہے) تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہوتا ہے قیامت تک(مسلم) [1]

لیکن گزشتہ چند سالوں سے کاشت کاری اور کھیتی باڑی کے شعبہ میں ہمارے یہاں سُست روی دیکھنے میں آرہی ہے، جس کی اور وجوہات کے علاوہ ایک اہم وجہ یہ ہے کہ کاشتکاری، محنت اور جفاکشی کا کام ہے، جس میں خون پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے، جبکہ ہماری نئی نسلوں میں محنت اور جفاکشی کا رجحان کم یا ختم ہوتا جارہا ہے، اوراس کی جگہ سہولت پسندی بلکہ عیش پرستی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔

اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ گاؤں دیہات کے علاقوں میں اب بڑی عمر کے لوگ تو کچھ کھیتی باڑی کے شعبہ سے وابستہ ہیں، لیکن آگے اُن کی اولاد اس طرف متوجہ نہیں، بلکہ اولاد کو کاشت کاری کی بنیادی باتوں کی بھی معلومات نہیں؛ یہی وجہ ہے کہ اب بہت سے بڑے بڑے کاشتکاروں کی اولاد یا تو چند ٹکوں کی ملازمت پر اپنا گزر بسر کررہی ہے، یا بیرون ملک بیٹھ کر اپنی صلاحیتوں کو خرچ کررہی ہے، اور یا پھر اپنے ملک میں پنکھوں اور ائیرکنڈیشن کی ہواؤں میں بیٹھ کر ہلکے پھلکے پیشے اختیار کئے ہوئے ہے، کیونکہ کھیتی باڑی کے لئے صبح سویرے اُٹھ کر کھیت میں پہنچنا، چلچلاتی دھوپ میں کھیتی باڑی کرنا بڑی ہمت وجواں مردی کا تقاضا کرتا ہے، اوردل گردہ مانگتا ہے۔

ہمارے پچھلے بزرگوں میں ہمتِ مردانہ کی یہ صفات بمقدار وافر پائی جاتی تھیں، لیکن یہ لوگ تو چراغ آخرِ شب ہیں، ان کے چل چلاؤ کا وقت ہے، یہ جیسے جیسے جگہ خالی کرتے جارہے ہیں، تو پیچھے زرعی میدانوں میں ایک مہیب خلا چھوڑ کر جارہے ہیں، جس کے نتائج بڑے ہولناک نکلتے نظر آرہے ہیں۔

پس کاشتکاری اور کھیتی باڑی کے شعبہ میں جو اس طرح کی صورتِ حال پیدا ہوگئی ہے، یہ ہمارے اور ہمارے ملک کے لئے کوئی خوش آئند بات نہیں ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ آنے والی نسل کو کاشتکاری اور کھیتی باڑی کے لئے تیار کیا جائے، حکومتی سطح پر بھی کھیتی باڑی اور کاشتکاری کے فروغ کے لئے منظم طریقہ پر اقدامات اور وسیع پیمانے پر انتظامات کئے جائیں، اورکاشتکاری اور کھیتی باڑی کی دنیاوی اور اخروی اہمیت وافادیت اور فضیلت کو اُجاگر کیا جائے۔

---

[1] حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ :دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ مَعْبَدٍ حَائِطًا، فَقَالَ :يَا أُمَّ مَعْبَدٍ، مَنْ غَرَسَ هَذَا النَّخْلَ؟ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ؟ فَقَالَتْ :بَلْ مُسْلِمٌ، قَالَ :فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا، فَيَأْكُلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ، وَلَا دَابَّةٌ، وَلَا طَيْرٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ(مسلم، رقم الحديث ۱۵۵۲"۱۰")

(سورہ بقرہ قسط۹۲، آیت۱۷۲) مفتی محمد رضوان

پاکیزہ کھانا اور اللہ کا شکر کرنا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۱۷۲)

ترجمہ: اے ایمان والو کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو رزق دیا، اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو (۱۷۲)

تفسیر وتشریح

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پہلا حکم یہ فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھائیں، اور پھر دوسرا حکم یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کریں، اگر وہ اللہ ہی کی عبادت کرتے ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ، فَقَالَ (يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا، إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ) وَقَالَ (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ (مسلم، رقم الحديث ۱۰۱۵ "۶۵" كتاب الزكاة، باب قبول الصدقه من الكسب الطيب وتربيتها)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہیں، پاکیزہ چیز ہی کو قبول فرماتے ہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے، جس کا رسولوں کو حکم دیا ہے، پس فرمایا کہ اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ، اور نیک عمل کرو، بے شک میں تمہارے اعمال کو اچھی طرح جانتا ہوں، اور فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ

تعالیٰ نے جو تم کو رزق دیا، اس میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ، پھر رسول اللہ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو دور سے لمبا سفر کر کے (بیت اللہ وغیرہ کے لئے) جاتا ہے اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں بدن پر گرد وغبار اَٹا ہوا ہے اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے یارب یارب کہہ کر دعا کرتا ہے (یہ شخص دعا تو کررہا ہے) اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے، اور پینا حرام ہے اور پہننا حرام ہے اور اس کی غذا حرام ہے پس ان حالات کی وجہ سے اس کی دعا کیوں کر قبول ہوگی (مسلم)

رزقِ حلال کے بعد اللہ تعالیٰ کے شکر کرنے کا حکم ایک خاص انداز میں یہ فرما کر دیا گیا ہے کہ اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کا شکر درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عبادت سے وجود میں آتا ہے، اور اسی وجہ سے شکر، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی عظیم صورت ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اور شریح بن عبید حضرمی رحمہما اللہ سے مرسلاً سے روایت ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

عَنِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ إِنِّیْ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ فِیْ نَبَأٍ عَظِیْمٍ، أَخْلُقُ وَیُعْبَدُ غَیْرِیْ وَأَرْزُقُ وَیُشْکَرُ غَیْرِیْ (مسند الشامیین للطبرانی، رقم الحدیث ۹۷۴، شعب الایمان للبیھقی، رقم الحدیث ۴۲۴۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میں اور جن اور انسان بڑی آزمائش میں ہیں (یعنی میری طرف سے انسانوں اور جناتوں کا بڑا امتحان ہوتا ہے، اور وہ اس طرح سے کہ) میں پیدا کرتا ہوں، اور عبادت میرے غیر کی جاتی ہے، اور میں رزق دیتا ہوں، اور شکر میرے غیر کا کیا جاتا ہے (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ جو خالق ہوتا ہے، وہی معبود ہوتا ہے، اور جو رازق ہوتا ہے، وہی حقیقی شکر کا مستحق ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ خالق ورازق ہیں، مگر بہت سے انسانوں اور جناتوں کی طرف سے عبادت اور شکر غیرُ اللہ کا کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا شکر اس صورت میں گناہ ہے، جبکہ منعمِ حقیقی غیرُ اللہ کو سمجھا جائے، اور اگر اللہ تعالیٰ کو حقیقی

منعم سمجھتے ہوئے دوسرے کے احسان وانعام کا ذریعہ بننے پر اس کا شکریہ ادا کیا جائے، تو پھر یہ گناہ میں داخل نہیں، بلکہ عبادت میں داخل ہے۔ [۱]

اور اس کا احادیث میں حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۹۵۴) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا (ترمذی)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۹۵۵) [۳]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَلْحَمْدُ رَأْسُ الشُّکْرِ، مَا شَکَرَ اللّٰہَ عَبْدٌ لَا یَحْمَدُہٗ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۱۹۵۷۴؛ شرح السنة للبغوی، رقم الحدیث ۱۲۷۱، باب ثواب التحمید)

---

[۱] قال الغزالی :المنعم هو الله والوسائط مسخرون من جهته فهو المشكور وتمام هذه المعرفة فی الشک فی الأفعال فمن أنعم علیه ملک بشیء فرأی لوزیره أو وکیله دخلا فی إیصاله إلیه فهو إشراک به فی النعمة فلا یری النعمة من الملک من کل وجه بل منه بوجه ومن غیره بوجه فلا یکون موحدا فی حق الملک وکمال شکره أن لا یری الواسطة مسخرة تحت قدرة الملک ویعلم أن الوکیل والخازن مضطران من جهته فی الإیصال فیکون نظره إلی الموصل کنظره إلی قلم الموقع وکاغده فلا یؤثره ذلک شرکا فی توحیده من إضافته النعمة للملک فکذلک من عرف الله وعرف أفعاله علی أن الشمس والقمر والنجوم مسخرات بأمره کالقلم فی ید الکاتب والله هو المسلط علی الفعل شاء ت أم أبت(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ٦٠٠٨)

[۲] قال الترمذی:هَذَا حَدِیثٌ صَحِیحٌ.

[۳] قال الترمذی:وَفِی البَابِ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، وَالأَشْعَثِ بْنِ قَیْسٍ، وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِیرٍ :هَذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حمد شکر کا سَر ہے، جس بندہ نے اللہ کی حمد نہیں کی، اُس نے اللہ کا شکر نہیں کیا (عبدالرزاق)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اُن کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، فَهِیَ کَلِمَةُ الشُّکْرِ الَّتِیْ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰهَ عَبْدٌ قَطُّ حَتّٰی یَقُوْلَهَا (حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء، تحت ترجمة عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِیٍّ)

ترجمہ: الحمدُ لِلّٰہِ کلمۂ شکر ہے، جب تک بندہ اُس کو نہیں کہتا، وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرسکتا (حلیۃ الاولیاء)

کئی محدثین ومحققین نے فرمایا کہ حمد زبان سے ادا ہوتی ہے، خواہ وہ نعمت پر ہو، یا نعمت کے بغیر ہو، اور شکر نعمت پر ہوتا ہے، خواہ وہ زبان سے ہو، یا دل سے یا دیگر اعضاء سے۔ [1]

---

[1] پس اس حیثیت سے حمد کا مورِد خاص، اور اس کا متعلق عام ہے، اور اس کے برخلاف شکر کا مورد عام ہے، اور اس کا متعلق خاص ہے۔

(الحمد) لله (رأس الشكر) لأن الحمد باللسان وحده والشكر به وبالقلب والجوارح فهو إحدى شعبه ورأس الشیء بعضه فهو من هذا القبیل بعضه وجعل رأسه لأن ذكر النعمة باللسان والثناء على مولیها أشیع لها وأدل على مكانها لخفاء الاعتقاد وما فی عمل الجوارح من الاحتمال یخالف عمل اللسان وهو النطق الذی یفصح عن الكل كذا فی الكشاف وفی الفائق الشكر مقابلة النعمة قولا وعملا ونیة وذلک أن یثنی على المنعم بلسانه ویدئب نفسه فی طاعته ویعتقد أنه ولی نعمته وأما الحمد فالوصف بالجمیل على المحمود وهو شعبة واحدة من شعب الشكر وكأنه رأسه لأن فیه إظهار النعمة والنداء علیها (ما شكر الله عبد لا یحمده) لأن الإنسان إذا لم یثن على المنعم بما یدل على تعظیمه لم یظهر منه شكر وإن اعتقد وعمل فلم یعد شاكرا لكون حقیقة الشكر إظهار النعمة كما أن كفرانها إخفاؤها والاعتقاد خفی وعمل الجوارح محتمل بخلاف النطق ذكره السید.(عب هب عن ابن عمرو) بن العاص قال المصنف فی شرح التقریب : رواه الخطابی فی غریبه والدیلمی فی الفردوس بسند رجاله ثقات لكنه منقطع وفی حاشیة القاضی منقطع بین قتادة وابن عمرو (فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۳۸۳۵)

(الحمد لله) : قیل :الحمد، والمدح، والشكر ألفاظ مترادفة، والمحققون بینها یفرقون ویقولون :إن الحمد هو الثناء باللسان على الجمیل الاختیاری من نعمة وغیرها، والمدح یعم الاختیاری وغیره، ولذا یقال :مدحته على حسنه، ولا یقال :حمدته علیه، والشكر فعل ینبء عن تعظیم المنعم بمقابلة النعمة سواء یكون باللسان، أو الجنان، أو الأركان، فمورد الحمد خاص ومتعلقه عام، والشكر بخلافه (مرقاة، مقدمة المؤلف)

الحمد هو الثناء باللسان على الجمیل الاختیاری نعمة كان او غیرها فهو أعم من الشكر فی المتعلق فان الشكر یخص النعمة وأخص منه فی المورد فان الشكر من اللسان والقلب والجوارح ولذا قال علیه السلام الحمد رأس الشكر ما شكر الله عبد لا یحمده -رواه عبد الرزاق عن قتادة عن عبد الله بن عمرو -والمدح أعم من الحمد مطلقا لانه على مطلق الجمیل -والتعریف للجنس اشارة الى ما یعرفه كل أحد (التفسیر المظهری، ج ۱، ص۴، تحت سورة الفاتحة)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

سفر میں سنت ونفل نمازوں کا حکم

حضرت حفص بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ، قَالَ : فَصَلّٰى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَقْبَلَ وَأَقْبَلْنَا مَعَهُ، حَتّٰى جَاءَ رَحْلَهُ، وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ، فَحَانَتْ مِنْهُ الْتِفَاتَةٌ نَحْوَ حَيْثُ صَلّٰى، فَرَأٰى نَاسًا قِيَامًا، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ : يُسَبِّحُوْنَ، قَالَ : لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتْمَمْتُ صَلَاتِيْ، يَا ابْنَ أَخِي إِنِّيْ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ، فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ، وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ، وَصَحِبْتُ عُمَرَ، فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ، فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ : (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ)

(مسلم،رقم الحديث ٦٨٩"٨")

ترجمہ: میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کے راستہ میں تھا، تو انہوں نے ہمیں ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر وہ واپس آ گئے، اور ہم بھی ان کے ساتھ واپس آ گئے، یہاں تک کہ اپنی سواری کے قریب پہنچ گئے، اور آپ بیٹھ گئے، اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے، تو آپ نے اچانک اس جگہ نظر ڈالی، جہاں نماز پڑھی تھی، آپ نے لوگوں کو کھڑے ہوئے دیکھا، پھر فرمایا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ نفل پڑھ رہے ہیں، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں نفل پڑھنے والا ہوتا، تو اپنی نماز پوری پڑھتا، اے بھتیجے! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں رہا ہوں، تو آپ نے دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھی، یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا، اور میں حضرت ابوبکر کے ساتھ بھی رہا، آپ

نے بھی اپنی وفات تک دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھی، اور میں حضرت عمر کے ساتھ بھی رہا ہوں، آپ نے بھی اپنی وفات تک دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھی، پھر میں حضرت عثمان کے ساتھ رہا، آپ نے بھی اپنی وفات تک دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھی، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے (مسلم)

اور حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ فَكَانُوا يُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، لَا يُصَلُّوْنَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، وقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتْمَمْتُهَا (سنن الترمذی، رقم الحديث ۵۴۴)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفر کیا ہے، تو وہ (سفر میں) ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں (یعنی قصر) پڑھا کرتے تھے، نہ تو ان سے پہلے کوئی (سنت و نفل) نماز پڑھتے تھے، اور نہ بعد میں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں ان سے پہلے یا بعد میں نماز پڑھوں، تو میں پھر پوری ہی نماز کیوں نہ پڑھوں (اور قصر کیوں کروں) (ترمذی)

حضرت عثمان بن عبداللہ بن سراقہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدُ، يُرِيْدُ قَبْلَ الْفَرَائِضِ وَلَا بَعْدَهَا (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۷۵۳) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں فرائض سے پہلے اور بعد میں (سنت اور نفل) نماز نہیں پڑھتے تھے (ابنِ حبان)

یہی حدیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ مسند احمد میں مروی ہے۔ [2]

---

[1] فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط البخاری.

[2] عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ وَمَعَنَا ابْنُ عُمَرَ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: "رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا" (مسند احمد، رقم الحديث ۵۰۱۲)
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط البخاری، رجاله ثقات رجال الشيخين غير عثمان بن عبد الله بن سراقة، فمن رجال البخاری.

حضرت وبرہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَزِيْدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ، لَا يُصَلِّيْ قَبْلَهَا، وَلَا بَعْدَهَا، فَقِيْلَ لَهُ : مَا هٰذَا؟ قَالَ : هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ

(نسائی ،رقم الحدیث ۱۴۵۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے، نہ تو ان سے پہلے (سنت اور نفل) نماز پڑھتے تھے، اور نہ بعد میں، جب ان سے یہ کہا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے (نسائی)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کی حالت میں فرضوں سے پہلے اور بعد میں سنت ونفل نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے۔

ملحوظ رہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی حالت میں ظہر کے بعد دو رکعتیں اور مغرب کے بعد دو رکعتیں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کی حدیث مروی ہے، جس کو اگرچہ بعض حضرات نے سند کے اعتبار سے حسن قرار دیا ہے، لیکن دیگر حضرات نے ضعیف اور خطاء قرار دیا ہے۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ صحیح سند والی روایات کو ہی ترجیح دی ہے۔ [1]

---

[1] عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ "فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّى الْعَصْرَ أَرْبَعًا وَلَيْس بَعْدَهَا شَيْءٌ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ أَرْبَعًا، وَصَلَّى فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَيْس بَعْدَهَا شَيْءٌ، وَالْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْن(مسنداحمد، رقم الحدیث ۵۶۳۴،ترمذی، رقم الحدیث ۵۵۱)

إسناده ضعيف لضعف عطية بن سعد العوفي .... ومتابعة نافع لعطية فيه لا تشده، فإن ابن أبى ليلى -وهو محمد بن عبد الرحمن بن أبى ليلى :-ضعيف لسوء حفظه، ومع ذلک فقد حسنه الترمذى !وأخرجه الطرسوسى من طريق محمد بن عطية بن سعد العوفى، عن أبيه، به .وإسناده ضعيف جداً، فيه غير عطية ابنه محمد، ضعفه ابن عدى، وقال البخارى :عنده عجائب .وقوله":وصلى فى السفر الظهر ركعتين وبعدها ركعتين"، قال السندى :لهذا خلاف ما صح عن ابن عمر أنه ما كان يصلى الرواتب فى السفر، وفى إسناده عطية العوفى، وهو صدوق يخطىء كثيراً، وكان شيعياً مدلساً، فالظاهر أن هذه الزيادة فى هذه الرواية مما أخطأ فيه، والله تعالى أعلم(حاشية مسند احمد) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی ایک حدیث مروی ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہر سے پہلے دو رکعتوں کو سفر میں نہ چھوڑنے کا ذکر ہے۔

مگر اس کی سند میں بھی ضعف اور ظہر سے پہلے کی ان دو رکعتوں کے بارے میں زوال کے بعد کی دو رکعتوں کے ہونے کا احتمال پایا جاتا ہے۔ ۱؎

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بسندِ حسن روایت ہے کہ:

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلاۃَ الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَکَمَا تُصَلِّیْ فِی الْحَضَرِ قَبْلَھَا وَبَعْدَھَا، فَصَلِّ فِی السَّفَرِ قَبْلَھَا وَبَعْدَھَا (مسند احمد،رقم الحدیث ۲۰۶۴) ۲؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضر اور سفر کی نماز کو فرض قرار دیا ہے، پس جس طرح سے آپ حضر میں فرض نماز سے پہلے اور بعد میں (سنت) نماز پڑھتے ہیں، تو اسی طریقہ سے سفر میں بھی اس سے پہلے اور بعد میں (سنت) نماز پڑھیں (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ سفر کی حالت میں فرضوں سے پہلے اور بعد کی سنتوں کو پڑھنا چاہئے۔

ان دونوں قسم کی احادیث میں سے بعض حضرات نے تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح اور قوی سند سے مروی احادیث کو ترجیح دی ہے، اور سفر میں سنتیں نہ پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اکثر و بیشتر تو سنتیں نہیں پڑھتے تھے، اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال ابنِ حجر: وھذا خبر لا یخفی علی عالم بالحدیث أنه غلط وسھو ، کان ابن عمر ینکر التطوع فی السفر ، وقال :ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یصلی قبلھا ولا بعدھا فی السفر . ثم ساقه من روایة :عثمان بن عبد اللہ بن سراقة ، عنه .وأورد حدیث حفص بن عاصم بن عمر ، عنه ، بمعناه .وکذا حدیث الزھری ، عن سالم ، عن أبیه ، وقد تقدم ذلک کله ، ثم قال :سالم وحفص أعلم بابن عمر من عطیة ، وخبرھما یدل علی أن خبر عطیة وھم ، وابن أبی لیلی واھم فی جمعه بین نافع وعطیة .لیس ھذا کله فی سماعنا (اتحاف المھرة ، ج۸ص۵۹۵، تحت رقم الحدیث ۱۰۰۲۹)

۱؎ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ " :سَافَرْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ سَفَرًا، فَلَمْ أَرَہُ تَرَکَ الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّھْرِ(مسند احمد،رقم الحدیث ۱۸۵۸۳)

فی حاشیة مسند احمد:إسناده ضعیف لجھالة أبی بسرة -وھو الغفاری -فقد تفرد بالروایة عنه صفوان بن سلیم، وقال الذھبی :لا یعرف، ولم یؤثر توثیقه عن غیر العجلی وابن حبان.

۲؎ فی حاشیة مسند احمد: إسناده حسن.

Idara Ghufran

کبھی پڑھ لیا کرتے تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر کی حالت میں سنتیں پڑھنے کی تاکید نہیں ہے، اور کوئی بآسانی پڑھ لے، تو بہتر ہے، جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہے۔

(کذافی: عمدۃ القاری للعینی، ج۷ص ۱۴۴، ۱۴۵، باب من لم یتطوع فی السفر دبر الصلاۃ وقبلھا)

اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر سفر میں چلنے اور جلدی کی حالت میں ہو، تو پھر سنتیں چھوڑ دینا چاہئے، اور اگر ٹھہرنے اور اطمینان کی حالت میں ہو، تو پھر پڑھ لینا چاہئے۔

البتہ فجر کی سنتوں کی زیادہ تاکید ہے، اس لئے حتی الامکان انہیں سفر کی حالت میں نہیں چھوڑنا چاہئے

(کذافی: مرقاۃ، باب صلاۃ السفر)

ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ سفر میں سنتوں کی وہ تاکید برقرار نہیں رہتی، جو حضر اور مقیم ہونے کی حالت میں ہوتی ہے، البتہ اگر سفر میں کوئی عذر اور جلدی نہ ہو، تو پڑھ لینا بہتر ہے۔

اور جب تک کوئی شدید عذر نہ ہو، تو فجر سے پہلے کی دو سنتوں کو بہرحال سفر میں بھی نہیں چھوڑنا چاہئے۔

مقالات ومضامین (افسانچہ) ابومنزہ گلائی

ظالم سماج (دوسری وآخری قسط)

شمر دوسرے بہت سے جاگیرداروں کی طرح اپنی جاگیر کا فرعون ہے، یہاں کے عوام، کسان، دہقان، ہاری اور مزارعین اس کے لیے بنی اسرائیل کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کا ہر طرح سے استحصال کرنا وہ اپنا جدی پشتی پیدائشی حق سمجھتا ہے، ان کے خون پسینے کی کمائی سے چوہدری کے محلات اور حویلیوں میں گھی کے چراغ جلتے ہیں، عین اس وقت جب شمر کی حویلی میں شمر کا بیٹا شہریار یعنی چھوٹا جاگیردار اپنے پالتو غنڈوں اور گماشتوں کے ساتھ ناؤ ونوش کی محفل طرب آراستہ کر رہا ہوتا ہے، اس کی جاگیر میں کئی دہقانوں اور مزارعین کے گھروں میں زندگیاں سسک وتڑپ رہی ہوتی ہیں، کہیں کوئی عمر رسیدہ مزارع دمے کے دائمی مرض سے بے حال ہو رہا ہوتا ہے، تو کسی جھونپڑی نما مکان میں غریب دہقان کی ماں، ٹی بی سے نڈھال بے سدھ پڑی ہوتی ہے، کسی گھر میں کسان کی جوان بیٹی، جوانی کے حسین خوابوں سے بے نیاز، اپنے پھٹے ہوئے لباس میں پیوند لگا رہی ہوتی ہے، اور پھٹے ہوئے بوسیدہ دوپٹے کی دھجیاں جوڑ رہی ہوتی ہے، اور کئی گھر ایسی زندہ قبریں ہیں جہاں کوئی بیوہ اور اس کے یتیم بچے کئی کڑاکے دار فاقے کاٹ کر فاقوں بھری ایک اور درپیش اندھیری رات سر کرنے کے لیے کمر کس رہے ہوتے ہیں۔ ؎

ادھر ابریشمی ملبوس کی دھن ادھر دھجی پہ دھجی چڑھ رہی ہے،
ادھر گلرنگ رخساروں پہ غازہ ادھر چہروں کی زردی بڑھ رہی ہے،

ہمارے دانش ور تاریخ کے جھروکوں سے فرعون ونمرود اور قیصر وکسریٰ کے مظالم اور استحصال کے خاکے دکھا کر ملوکیت ومطلق العنانیت کو قدیم دور کی لعنت قرار دیتے ہیں، اور جمہوریت کے بچے جمہورے کے گن گاتے ہیں کہ بادشاہوں کی مطلق العنانی اور استحصال ماضی کا ایک ڈراؤنا خواب تھا، اب تو شیر وبکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے ہیں، وہ کیوں یہ بھول جاتے ہیں کہ جمہوری لباس پہن کر وہی جاگیردار، سرمایہ دار اور وڈیرا 18 کروڑ عوام پر مسلط ہے، جو اپنی سرشت میں فرعون بھی ہے، ہامان بھی، نمرود بھی ہے، قارون بھی، اور ابلیس کی زبان میں یوں نعرہ زن ہے ؎

ہم نے خود بخشا ہے شاہی کو جمہوری لباس جب سے بنی آدم ہوا ہے خود شناس وخودنگر

شمر جو اس پورے علاقہ کا وڈیرا ہے، بیسیوں مربعوں اور ہزاروں ایکڑ کا مالک ایک بڑا زمیندار ہے، مختلف شہروں میں اس کی تجارتی کوٹھیاں، گودام اور ملیں ہیں، اس کے باپ، دادا فرنگیوں کی ساختہ پرداختہ ہستیاں تھیں، ملک وملت سے غداری اور انگریز سے وفاداری کے صلہ میں بدیسی سامراج نے عنایت خسروانہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو وہ زمین عطا کی تھیں، جو انہوں نے اپنے مخالفین، جنگِ آزادی کے غیور مجاہدین سے ہتھیائی تھیں، برِصغیر پر انگریزی تسلط کے پورے دور میں بہت سے بہادر اور غیور اہل وطن نے غلامی کے خلاف جدوجہد کی، اور برٹش سامراج کے چنگل سے وطن کو خلاصی دلانے کی کوششیں کی، اور آزادی کی اس جدوجہد میں ہر قسم کی قربانیاں دیں، ان مجاہدین ملت اور غازیان وطن میں علماء و صلحاء اور عام غریب مسلمانوں کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے رئیس اور خاندانی امیر، بعض ریاستوں کے نواب، بعض ہندو رئیس و امراء غرضیکہ ہر طبقہ کے لوگ تھے، ایسے لوگوں کے ساتھ انگریز جو سلوک کرتے تھے اس کی داستان رونگھٹے کھڑے کردینے والی ہے، لیکن انہی اربابِ عزیمت وحریت کی قربانیاں ہماری آزادی کی جدوجہد کی دوسوسالہ تاریخ کا روشن باب ہے، بہرحال ان کے ساتھ فرنگی سامراج کے سلوک کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ ان کی جائیدادیں، مال ومتاع، گھربار، مکان وزمین بحق سرکار ضبط ہوجاتے، پھر انگریز لوٹ کے اس مال سے اپنے کاسہ لیسوں کو نوازتے، اور ایک تیر سے دو شکار کھیلتے ہوئے ان کاسہ لیسوں کے ذریعے ہم پہ حکومت کرتے، انگریز کے آگے دم ہلانے اور بھیگی بلی بن کر رہنے والے یہ غدار نو دولتئے اور جاگیردار اپنے زیرِ تحویل علاقوں میں پورے فرعون وقارون بن کر رہتے اور عوام کا پورے طور پر استحصال کر کے ان کو دبا کر رکھتے، ملک کی آزادی کے بعد بھی بدقسمتی سے نہ اس طبقے سے ہمیں نجات ملی اور نہ اس استحصالی وطبقہ واریت پر مبنی سسٹم سے ہماری گلوخلاصی ہوئی جو بدیسی حکمرانوں نے اپنے مفادات کے لیے ہم پر مسلط کیا تھا، آج ان ننگِ دنیا، ننگِ دین خائنوں کی چوتھی پانچویں نسل ہم پر مسلط ہے، خوئے درندگی نسل بعد نسل ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے، دہقان، ہاری اور بندۂ مزدور کی زندگی ان کے ہاتھوں اجیرن ہے، ان کی روح زخمائی ہوئی اور وجود زار ونزار ہے ۔ ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

اب تو شمر کی عمر لدگئی، تیر کی طرح سیدھا جسم کمان کی مانند جھک گیا اور جھک کر کمانی ہوگیا۔

لیکن دل اللہ کی بارگاہ میں اب بھی نہیں جھکا، عہدِ شباب میں شراب، کباب اور شباب کے خوب رسیا رہے ہیں اور ان مشاغل میں کوئی کسر چھوڑی ہے نہ ادھار۔ ع

ساقیا ازمن مرنج　　که عالم جوانی ها است

ستر سالہ بڈھے شمر کی شہوت پرستیوں کی آگ بجھ گئی ہے، اب راکھ باقی ہے، لیکن وقت آنے پر بھڑک لیتے ہیں یونہی جیسے ٹمٹماتا دیا، بجھنے سے پہلے چند زور کے شعلے مارتا ہے، یا شراب کی صراحی انڈیلتے وقت ہچکیاں لیتی ہے۔ شمر کے کھاتے میں ابھی کچھ گناہ باقی ہیں، ان کو پورا کرنے کے لیے یہ کھوسٹ بوڑھا ابھی زندہ ہے، گو یہ گناہ بالکل بے لذت ہیں، لیکن بُری لت جو پڑی ہوئی ہے وہ تو جان کے ساتھ ہی جائے گی، دختر راز سے بھی شغل فرماتے ہیں اور صبح وشام ''دارو'' کے جام نوش کرتے ہیں۔ ؎

ذوق دیکھ کر دختر رز کو نہ لگا منہ　　چھٹتی نہیں منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

اب اس بوڑھے جاگیردار کی جگہ اس کے تازہ دم جانشین، جواں سال بیٹے شہریار نے لے لی ہے، جس طرح کبھی شمر نے اپنے بوڑھے باپ کی سیٹ سنبھالی تھی، مت سمجھیں کہ یہ جانشینی صرف جاگیرداری اور کاروبار سنبھالنے میں ہے بلکہ کرتوت وکردار کی جملہ کرشمہ سازیوں اور ظلم وعدوان کے سب گوشوں میں بھی ہے، آخر رگوں میں خون کس کا دوڑ رہا ہے؟ بلکہ جدید دور کے جدید تقاضوں کے مطابق اس الف لیلائی شہزادے نے عیاشی اور بدمعاشی کے کاروبار کو نئی جہتوں سے آشنا کیا ہے، اور نئے زاویے بخشے ہیں، خاندانی روایات کو ندرتوں اور جدتوں سے نوازکر ان کا رنگ روپ خوب نکھارا ہے۔ رہے اس رائل فیملی کی بیگمات کے چونچلے اور اللّے تللّے تو وہ بیگماتِ اودھ کی کرشماتی زندگیوں کا نمونہ ہیں، ذرا اٹھارہویں صدی کے پہلے نصف میں اسلامی ہند کی انحطاط پذیر تاریخ پر نظر ڈالئے، چوہدری کی طرح ملک کے اس پورے ایلیٹ کلاس کے اکثر زنان خانوں کے احوال مغلیہ عہدِ زوال کی تاریخ میں محفوظ ہیں، پڑھتے جایئے، سر دھنتے جایئے۔ ؎

اب یہ حکایت عام ہوئی ہے　　پڑھتا جا، شرماتا جا

اس طبقۂ اشراف کے کئی شریف زادوں اور شریف زادیوں کو اس بدقسمت دھرتی کا پانی تک ہضم نہیں ہوتا، بے چاروں کو اپنی مفلس وفاقہ مست رعایا کے خون پسینے کی گاڑھی کمائی کا ایک بڑا حصہ ''دارو'' کے ساتھ ساتھ ''واٹر'' بھی درآمد کرنے میں خرچ کرنا پڑتا ہے، شاپنگ کے لیے دبئی اور علاج کے لیے یورپ وامریکہ جانا پڑتا ہے۔

گل شیر ایک گھبرو جوان ہے، دہقان باپ کا دہقان بیٹا ہے، والد خان شیر چند سال ہوئے فوت ہو چکے ہیں، بیوہ ماں اور چھوٹے بہن بھائیوں کا سہارا اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے، ایک بڑی بہن شادی شدہ

ہے، دور کے علاقے میں بیاہی ہوئی ہے، چوہدری کے زیرِ تسلط علاقے سے باہر۔

گل شیر کے مرحوم باپ اور کریم بخش کا بڑا یارانہ تھا، گل شیر بلا کا غیور اور خوددار نوجوان ہے، ان جاگیردارول سے اسے شدید نفرت ہے، خصوصاً چھوٹے جاگیردار شہریار سے، چند سال اُدھر جب کہ اس کا باپ زندہ تھا اور بہن بھی ابھی بیاہی نہ تھی، وقت کا قارون شہریار اپنے چند پالتو گرگوں کے ساتھ زمینوں پہ شکار کھیلنے آیا ہوا تھا، خان شیر کی بیٹی کھیتوں میں باپ کا ہاتھ بٹانے کے بعد کچھ چرواہی لڑکیوں کے ساتھ کھیتوں سے واپس گھر جا رہی تھی، شہریار دور سے ان لڑکیوں پر نظر رکھے ہوئے تھا، خان شیر کی بیٹی پر اس نے کوئی آوازہ کسا، اور اس کے لفنگوں میں سے کسی نے کوئی فقرہ بھی چست کیا، خان شیر جو قریب ہی کھیتوں میں کام کر رہا تھا، اور ادہر اس کی نظر تھی، اس سے رہا نہ گیا، اور آ کر چھوٹے صاحب کو احساس دلایا، اور اس نیچ حرکت پر احتجاج کیا۔

دو بیگھہ زمین کاشت کی خاطر مجھے دیکر　　تم کرتے ہو چھپ کر میری لڑکی کو اشارہ
افلاس کا مارا ہوا دہقان پکارا　　محنت تو بکا کرتی ہے غیرت نہیں بکتی

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، کے مصداق شہریار نے چرب زبانی کو کام میں لاتے ہوئے خان شیر کو جھڑک دیا، اور اس کے آدمیوں نے خان شیر کو برا بھلا کہا، وہ دن ہے، اور آج کا دن ہے گل شیر، شہریار کو دیکھتا ہے تو اس کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے، شہریار میں تکبر اور رعونت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، وہ آدمی کو آدمی نہیں سمجھتا، اپنے مزارعین اور دہقانوں کو تو وہ اپنے باپ شمر کی طرح ڈھور ڈنگروں کی سطح پر رکھتا ہے، گاؤں میں پکی سڑک تک اس نے نہیں بنائی کہ ان کی گاڑی اور سواری فراٹے بھرتے ہوئے جب گذرے تو دھول اور گرد و غبار کھیتوں میں کام کرتے اور راہ چلتے مزارعین کے سروں، پگڑیوں اور کپڑوں پہ پڑے، تو ان کو اپنی کم مائیگی اور ماتحتی کا احساس رہے، اور ان وڈیروں کی فرعونی انانیت کو تسکین ملے۔

گل شیر ان کی ذہنیت اور مزاج کو اچھی طرح سمجھتا ہے، ایک آدھ بار چوہدری کے پاس سے ہو کر گذرا تو بے اعتنائی سے کندھے اچکا کر اور سر اٹھا کر گذر گیا، چھوٹا چوہدری خونخوار نظروں سے اسے دیکھتا رہ گیا، اور خون کے گھونٹ پیتا رہا، گل شیر دل ہی دل میں کہہ رہا تھا۔

محتاج کسی کی بھی نہیں میری جوانی　　مزدور ہوں کھاتا ہوں پسینہ کی کمائی
اے ریشم و کمخواب میں لپٹے ہوئے کوڑھی　　کیوں تو نے مجھے دیکھ کے یوں ناک چڑھائی

اس دن سے گل شیر چھوٹے صاحب کی آنکھ میں کانٹا بن کر کھٹکنے لگا، اور کسی مناسب موقع پر اسے سبق سکھانے کا خیال اس کے دل میں جم چکا تھا۔

مائی شیداں روزینہ کے ہاتھ پیلے کرنے کے سپنے دیکھتے دیکھتے دنیا سے گذر گئی تھی۔ ع

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

بیوی کے فوت ہونے کے بعد کریم بخش کو روزینہ کی شادی کی فکر ستانے لگی، گل شیر کی ماں کو بھی گل شیر کے رشتے کا شدت سے احساس ہو رہا تھا، اس کی نگاہِ انتخاب بار بار روزینہ پر آ کر ٹھہر جاتی، آخر اس نے روزینہ کے رشتے کی بات کسی واسطے سے کریم بخش سے چلائی، کریم بخش کا خود بھی گل شیر کی طرف میلان تھا، سو بات چلی اور ایک دو مرحلوں سے گذر کر رشتہ طے ہو گیا۔

کل روزینہ کی گل شیر کے ساتھ شادی ہے، روزینہ کی ہمجولیاں اور سہیلیاں اس کے گھر جمع ہیں، اسے آراستہ اور تیار کر رہی ہیں، شادی کا دن آ پہنچا، گل شیر گھر پر ہی تھا، شادی کی تیاریوں میں مگن تھا، اُدھر شہریار بھی ایک منصوبے کو حتمی شکل دے چکا تھا، اِدھر ایک مختصر بارات دلہن کے گھر جانے اور ڈولی اٹھا کر لانے لیے تیار کھڑی تھی، بارات روانہ ہوتی ہے، دلہن کے گھر پہنچتی ہے، تھوڑی دیر گذرتی ہے، کھانے پینے کے مختصر سے سلسلے سے فراغت ہو کر بارات واپسی کے لیے پابہ رکاب ہوتی ہے، اتنے میں کسی نے آ کر دولھے کے کان میں کوئی سرگوشی کی، دولھا بے قرار ہو کر باہر نکلتا ہے، دولھا بلانے والے کی معیت میں کچھ آگے جاتا ہے، اور نظروں سے اوٹ میں ہو جاتا ہے، ڈولی اٹھ چکی ہے، پابہ رکاب بارات اپنے دولہے کے انتظار میں چشم براہ ہے، تھوڑی دیر میں چیخنے، فریاد کرنے اور کراہنے کی آواز بلند ہوتی ہے، یہ چیخ و پکار گل شیر کی تھی، شہریار کے غنڈے گل شیر پہ لاٹھیوں، ڈنڈوں کے ساتھ پل پڑے تھے، اور اُسے جان سے تو نہیں مارا گیا، لیکن ادھ موا کر کے چھوڑ گئے، گل شیر کی چیخ و پکار پر جو دل سب سے پہلے بے قرار ہوتا ہے، وہ ڈولی کے اندر بیٹھی دوشیزہ کا ہے، جس زبان سے سب سے پہلے صدائے احتجاج بلند ہوتی ہے، وہ اس سہاگن کی زبان ہے، جو سنہرے سپنے دل میں بسائے اور آنکھوں میں آرزوؤں وتمناؤں کے دیپ جلائے اپنے سہاگ کے جلو میں زندگی کے ایک نئے سفر پر روانہ ہونے کے لیے چلمن میں بیٹھ چکی تھی۔ ؎

شہنائیوں کے شور میں ڈولی جونہی اٹھی — اک نوجوان کہیں سے پکارا ''مجھے بچاؤ''

سِر کا کے پردہ دھیرے سے بولی حسین دولہن — کیا دیکھتے ہو جاؤ بھی لِللّٰہ، جاؤ جاؤ

نظارۂ وطن　　　　　　　　　　　　　　　　ابوعشرت حسین

راول ڈیم سے خان پور ڈیم تک (قسط۵)

خانپور روڈ کے دائیں بائیں قدم قدم پر تاریخ دفن ہے، یہاں جابجا مردہ تہذیبوں کے قبرستان پھیلے ہوئے بلکہ بچھے ہوئے ہیں، جن کا محکمہ آثارِ قدیمہ نے میک اپ اور لیپا پوتی کر کے سیاحوں کی تفریح کا سامان کیا ہے، ویسے آپ ایک مسلمان کی حیثیت سے، ایک باشعور انسان کی حیثیت سے مردہ تہذیبوں کے اس نگار خانے کو تفریح گاہ کی بجائے عبرت آموزی کی درسگاہ بھی بنا سکتے ہیں۔ [۱]

یہ آثارِ قدیمہ بیشتر خانپور روڈ پر اسٹیشن موڑ سے شروع ہو کر ترناوہ تک پھیلے ہوئے ہیں، ترناوہ دریائے ہارو کے کنارے واقع ایک قصبہ ہے، یہاں خانپور روڈ دریائے ہارو کو پل کے ذریعے کراس کرتا ہے، دریا کے پار خانپور کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے، یہیں پر خانپور ڈیم واقع ہے، جو اسی دریائے ہارو پر باندھا گیا ہے، ٹیکسلا سے خانپور کا فاصلہ لگ بھگ 15 کلومیٹر ہوگا، جی ٹی روڈ سے بائی پاس کے مقام پر جب خانپور روڈ شروع ہوتی ہے تو ایک دو کلومیٹر آگے اسٹیشن موڑ آتا ہے، جہاں سے خانپور روڈ سے ایک بغلی سڑک بائیں

---

[۱] قرآن مجید میں تباہ شدہ اقوامِ ماضیہ کے آثارِ باقیہ کو عبرت آموزی اور تذکیر کا ذریعہ بتایا گیا ہے، جو لوگ ان مرقع عبرت کھنڈرات کے پاس سے بے فکری سے گذر جاتے ہیں، اور ہلاک شدہ اقوام کی طرزِ زندگی، احوال و اعمال اور پھر ان احوال و اعمال کے ردِ عمل کے نتیجے میں ان پر پڑنے والے عواقب و ثمرات پر غور کر کے اپنی روش، اپنی طرزِ حیات، اپنے احوال و اعمال اس تناظر میں ملاحظہ نہیں کرتے اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ان کی شکایت کی گئی ہے، اور ان کے اس تجاہل عارفانہ طرزِ تغافل پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔

ملاحظہ ہو قریشِ مکہ کا شام و یمن کے اسفار میں عاد و ثمود، قوم لوط اور اصحابِ مدین کے حجری آثار اور کھنڈر نما مساکن کے پاس سے بلا کھٹک، بلا جھجک، بے فکری کے ساتھ آمد و رفت رکھنے، کے متعلق آیات بینات:

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ (سورة یوسف آیت ۱۰۹)

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ (سورة فاطر آیت ۴۴)

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ (سورة غافر، آیت ۲۱)

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ (ایضاً آیت ۸۲)

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ (سورة محمد آیت ۱۰)

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (سورة الانعام، آیت ۱۱)

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ (سورة النمل آیت ۶۹)

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (سورة النحل آیت ۳۶)

ہاتھ پر الگ ہو کر ٹیکسلا اسٹیشن کی طرف جاتی ہے، اسٹیشن یہاں موڑ سے بمشکل ایک فرلانگ ہوگا، اسٹیشن کے سامنے سے یہ روڈ گذرتی ہوئی ٹیکسلا شہر کے اندر جاتی ہے اور آگے حطار ہری پور روڈ سے مل جاتی ہے۔

بہر حال اسٹیشن موڑ کے مقام پر ہی خانپور روڈ کے دائیں طرف روڈ کے متصل ''بھڑ ماؤنڈ'' نامی کھنڈرات اور آثار قدیمہ ہیں، ان کھنڈرات کی جو تاریخ وہاں مرقوم ہے اس کی رو سے یہ قبل مسیح زمانے کے آثار ہیں (یعنی دو ہزار سال زمانے سے بھی قدیم)

روڈ کے ساتھ ان کھنڈرات کی حفاظتی دیوار اور خاردار تار لگی ہوئی ہے، ان کھنڈرات کی حد ختم ہوتے ہی ٹیکسلا میوزیم بالکل لبِ سڑک واقع ہے۔

میوزیم کے پہلو میں ایک سڑک خانپور روڈ سے (دائیں ہاتھ مارگلہ پہاڑیوں کی جانب) نکلتی ہے، یہ سڑک بڑی اور عمدہ اور کشادہ بنی ہوئی ہے، اور آگے سرکاری ایریا (نو گو ایریا) کی طرف جاتی ہے، اسی روڈ پر میوزیم سے ڈیڑھ دو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑی ٹیلے پر ''دھرماراجیکا اسٹوپا'' نامی بدھ مت کے مقدس آثار اور کھنڈرات ہیں، یہ بڑی پر فضا جگہ ہے، یہاں بدھ مت کی اپنے زمانے کی ایک بڑی مرکزی خانقاہ، تربیت گاہ اور تعلیم گاہ تھی، بدھ مت کے اس اہم معبد اور خانقاہ کے بڑے نمایاں اور واضح آثار اور گوتم بدھ کے چھوٹے اور بڑے مجسموں کی باقیات یہاں موجود ہیں، اس پہاڑی ٹیلے پر چڑھنے کے لیے بڑی عمدہ سنگی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں، اور ان آثار و کھنڈرات کی حفاظت کا معقول انتظام کیا گیا ہے، یہاں بورڈ پر اردو اور انگریزی میں بدھ مت زمانے کے اس اہم ''اسٹوپا'' اور عبادت خانہ کی تفصیلات درج ہیں، یہ بھی قبل از عہدِ مسیح کی باقیات ہیں، اس کے علاوہ ٹیکسلا میوزیم خود عجائبات کی ایک دنیا اپنے اندر لیے ہوئے ہے، اس میوزیم میں گوتم بدھ کے چھوٹے اور بڑے بیسیوں مجسمے اور بت ہیں، جس میں گوتم بدھ کی زندگی کے مختلف رخ، اور مختلف حالتیں سامنے آتی ہیں، اُن زمانوں کے اور ٹیکسلا کی اس قدیم تہذیب و تمدن کے عہد بعہد سکے یہاں محفوظ ہیں، زیورات، ظروف و برتن، زراعت کے اوزار، سناروں کے اوزار، لوہاری و آہن گری وغیرہ مختلف پیشوں کے آثار و اوزار، آرائشی ساز و سامان، تعمیراتی سامان، کھلونے، پوجا پاٹ کا سامان، پینے پلانے کے برتن و صراحیاں وغیرہ بے شمار چیزیں ہیں، جو اس میوزیم میں شوکیسوں میں سجائے گئے ہیں، پانی کے مٹکے اور خُم، فولادی پہیے، وغیرہ کئی چیزیں ہیں، مبینہ طور پر یہ سب چیزیں ٹیکسلا کے اطراف و جوانب میں پھیلے ہوئے ان کھنڈرات کی کھدائیوں کے دوران برآمد ہوئے ہیں، کئی چیزوں

پر ان کی برآمد کا مقام بھی لکھا گیا ہے، میوزیم کا ٹکٹ ملکی لوگوں کے لیے (فی الوقت) دس روپے ہے، فارن کے لیے زیادہ ہے (تین عددی ھندسوں میں) مجموعی طور پر یہ میوزیم ان سب کھنڈرات کی فہرست اور دیباچہ ہے جو یہاں پھیلے ہوئے ہیں، اور بدھ مت کی قدیم تاریخ اور گندھارا تہذیب و آرٹ کا سیمپل و نمونہ ہے، یہ جہاں اصحابِ فکرونظر کے لیے تاریخ کے کئی دریچے وا کرتا ہے وہاں عبرت کا بھی ایک بصیرت افروز مرقع ہے ؏ دیکھے مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

میوزیم سے آگے اسی خانپور روڈ پر کوئی میل بھر فاصلے پر دائیں ہاتھ پر سرکپ کے کھنڈرات ہیں، یہاں عبرت کی ایک دنیا آباد ہے، جو تفصیلات یہاں فراہم کی گئی ہیں ان کی رو سے یہ ایک قدیم متمدن شہر تھا اور اس شہر کے سامنے پہاڑی ٹیلے پر شاہی محل تھا، یہاں کھنڈرات کے جو باقیات ہیں ان سے واقعی یہ ایک متمدن اور سہولیات سے آراستہ شہر ہی معلوم ہوتا ہے، یہاں ایک حوض نما مستطیل کافی گہرائی تک کھدی ہوئی وسیع وعریض جگہ ہے، رہبر نے بتایا کہ یہاں تین تہذیبیں پرت در پرت اوپر نیچے دفن ہیں، اس حوض نما کھدائی میں تینوں تہذیبوں کی اوپر نیچے پرتیں الگ الگ دکھائی دیتی ہیں، چنانچہ کھدائی میں چند فٹ گہرائی تک زمین کا جو کچھ نقشہ اور ہیئت ہے، اس سے نیچے والی پرت اس سے مختلف اور سب سے نچلی پرت اوپر والی سے متمیز ہے۔ بتایا گیا کہ سب سے نچلی پرت سب سے قدیم تہذیب کی سطح زمین ہے، یہ تہذیب تباہی سے دوچار ہوئی تو اس کے ملبے پر دوسری تہذیب کی صورت گری ہوئی، دنیا میں اپنا وقتِ موعود گذارنے کے بعد یہ بھی زمین بوس ہوئی تو اس کے ملبے پر تیسری تہذیب کی عمارت گری ہوئی۔

نا جانے کتنے عرصے اور کتنی قرنوں تک اس آخری قدیم تہذیب پر باغ و بہار کا عالم رہا، اور نہ جانے کب یہ سوکھے پتوں کی طرح خزاں رسیدہ ہو کر پیوندِ زمین ہوئی اور زمین کی پہنائیوں میں دبتی چلی گئی، حتی کہ اس کے کھنڈرات تک نظروں سے اوجھل ہو گئے اور نہ جانے کتنی قرنوں تک یہ زمین کے نہاں خانوں میں دفن رہی، تا آنکہ بیسویں صدی کی دوسری دہائی (1910ء کے بعد) میں برٹش عملداری میں یہاں کھدائیاں ہو کر ان کھنڈرات کو سطحِ زمین پر نمایاں کیا گیا، اور عہدِ قدیم کی ان مردہ تہذیبوں کے مقابر و مساکن سے وہ تھوڑا بہت ساز و سامان (جن سے ان کھنڈرات میں مدفون معاشرے اپنی ہنستی بستی دنیا کی رونق و رنگینی کا سامان کرتے ہوں گے) برآمد ہو کر ٹیکسلا میوزیم کا اور برصغیر کے دوسرے بہت سے عجائب گھروں کی زینت کا سامان فراہم کر گیا۔

سرکپ سے کچھ آگے خانپورروڈ کے بائیں طرف روڈ سے فرلانگ بھراندر کو ''سرسکھ'' کے کھنڈرات ہیں، اس کی جو تاریخ وہاں درج ہے اس کی رو سے سرسکھ کی تہذیب و تاریخ اس خطے میں زیادہ ممتاز اور مرکزی حیثیت کی حامل تھی اور شاہی حیثیت رکھتی تھی، یہاں بھی قدم قدم پر عبرت ڈیرے ڈالے ہوئے ہے۔

سرسکھ اور سرکپ کے درمیان بظاہر تو ایک دو کلومیٹر کا فاصلہ ہے، لیکن پاکستان کی انتظامی وصوبائی تقسیم کی رو سے ان دونوں میں دو صوبوں کا فاصلہ ہے اور اس فاصلے کی حدِ فاصل وہ نہر ہے جو سرکپ سے کچھ آگے اور سرسکھ سے کچھ پیچھے خانپورروڈ کے نیچے سے آر پار گذرتی ہوئی صوبہ پنجاب اور خیبر پختونخوا کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے، اس پتلی سی مصنوعی نہر پر دو صوبے باہم ہم کنار و بغل گیر بھی ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے سے کنارہ کش بھی ہوتے ہیں ؏ جدائی پر ہی قائم ہے نظامِ زندگانی بھی

سرسکھ سے ایک دو میل آگے خانپورروڈ سے دائیں طرف ''موہڑہ مرادو'' کی قدیم بدھ مت خانقاہ کے آثار قدیمہ کی طرف روڈ جاتی ہے، موہڑہ مرادو کے کھنڈرات تک خانپورروڈ سے ایک کلومیٹر فاصلہ ہوگا، اور موہڑہ مرادو کی طرف جانے والی اسی روڈ پر خانپورروڈ سے تھوڑا سا ہی اندر جا کر دائیں طرف ایک اور کھنڈرات پر مشتمل بستی بھی ہے (جس کا نام اس وقت میں بھول رہا ہوں) موہڑہ مرادو کے کھنڈرات کے ساتھ دو بڑی قبریں بھی ہیں، جو کتبے ان قبروں پر لگے ہوئے ہیں ان کی رو سے ان قبر والوں کا زمانہ کچھ صدیاں پیچھے ہے، اور یہ بڑے بزرگ تھے جو افغانستان کی طرف سے شاید آئے تھے۔

موہڑہ مرادو کے کھنڈرات بھی بدھ مت کی کسی بڑی خانقاہ کے آثار ہیں، یہاں جو رہبر تھا اس نے ہمیں بتایا کہ چین، جاپان، کوریا، تھائی لینڈ وغیرہ ممالک کے زائرین (اور پاکستان میں چائنا، جاپان، کے جو انجینئر وکارکن ہیں) وہ یہاں مخصوص دنوں میں آتے ہیں، اور اپنی مخصوص عبادت بدھ مت کے طریقے پر گوتم بدھ کے ان استھانوں میں ادا کرتے ہیں۔

موہڑہ مرادو سے کچھ ہی آگے خانپورروڈ سے جولیاں کے کھنڈرات کی طرف راستہ جاتا ہے، جولیاں کے آثار ''دھرماراجیکا اسٹوپا'' کی طرح پہاڑی پر ہیں (اور اسی طرح موہڑہ مرادو کے کھنڈرات بھی اونچائی پر ہیں) جولیاں کے کھنڈرات غالباً زیادہ شہرت کے حامل رہے ہیں، کیونکہ ماضی میں اس روڈ کا نام بھی جولیاں روڈ تھا، اب خانپورروڈ مشہور ہوگیا۔

اس کے علاوہ اور بھی نسبتاً چھوٹے اور غیر معروف آثار وکھنڈرات اس علاقے میں ہیں، جہاں ہمارا جانا

نہیں ہوا، ویسے اس علاقے میں جتنے کھنڈرات اس وقت محکمہ آثارِ قدیمہ کے ریکارڈ اور تحویل یا انتظام میں ہیں ان کا محلِ وقوع، اتا پتہ اور جی ٹی روڈ سے ان کی سمت اور فاصلہ ایک نقشے کی شکل میں مرتب کر کے ایک بہت بڑے سائن بورڈ پر آویزاں ٹیکسلا میوزیم کے مرکزی گیٹ کے متصل نصب ہے، غالبًا یہ خدمت تھائی لینڈ کے کسی اتھارٹی نے سرانجام دی ہے، بلکہ یہاں کھنڈرات کے تعارفی بورڈ (اردو و انگریزی میں) اور ٹیکسلا میوزیم میں بعض آرائشی چیزیں اپنے مونوگرام کے ساتھ تھائی لینڈ کی فراہم کردہ ہیں یا خرچہ انہوں نے اٹھایا ہو اور محکمہ آثار نے تیار کرائی ہوں گی۔

قدر مشترک کے طور پر ان سب آثار و کھنڈرات میں اور یہاں کے مجسموں اور بتوں میں بدھ مت کی چھاپ لگی ہوئی ہے، جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بدھ مت کے عروج اور ان کے قبل مسیح دور میں یہاں پہنچنے اور پھلنے پھولنے والی تہذیب ہی کے آثار ہیں۔

جولیاں سے کچھ آگے خانپور روڈ پر ترناوہ قصبہ آتا ہے جہاں سے ایک روڈ کوہالہ (مری) کی طرف جاتی ہے (مارگلہ پہاڑیوں میں گذرتی ہوئی) ترناوہ کے سامنے دریائے ہارو بہتا ہے جس کے پار خانپور ڈیم (اسی دریا پر) ہے۔ (جاری ہے............)

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

شراب اور نشہ کے دنیاوی اور دینی نقصانات (قسط۲)

شراب شر کی کنجی اور برائیوں کی ماں ہے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَوُصَانِیُ خَلِیُلِیُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ : لَا تَشُرَبِ الُخَمُرَ، فَإِنَّهَا مِفُتَاحُ كُلِّ شَرٍّ (سنن ابن ماجه، حدیث نمبر ۳۳۷۱) ۱؎

ترجمہ: مجھے میرے خلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت فرمائی کہ آپ شراب نہ پینا، کیونکہ وہ ہر شر کی کنجی ہے (ابنِ ماجہ)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ : اِجُتَنِبُوا الُخَمُرَ فَإِنَّهَا مِفُتَاحُ كُلِّ شَرٍّ (مستدرک حاکم ،حدیث نمبر ۷۲۳۱) ۲؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم شراب سے بچو، کیونکہ وہ ہر شر کی کنجی ہے (حاکم)

شراب کو ہر شر کی کنجی اس لئے کہا گیا کہ شراب عقل کو متاثر کرتی ہے، اور عقل پر ہی ہر خیر کا دارو مدار ہے، اور اسی وجہ سے بعض احادیث میں اس کو ام الخبائث قرار دیا گیا ہے، اس لئے شراب ہر برائی کی جڑ اور اس کا منبع اور کنجی ہے، اور جس طریقہ سے کنجی اور چابی کے ذریعہ سے کسی گھر کا دروازہ کھلتا ہے، اور پھر اندر داخل ہونے کا موقع ملتا ہے، یہی حال شر کے لئے شراب نوشی اور نشہ آور اشیاء کا ہے (مرقاۃ، ج۲ص۵۱۶، کتاب الصلاۃ)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اَلُخَمُرُ أُمُّ الُفَوَاحِشِ وَأَكُبَرُ الُكَبَائِرِ، مَنُ شَرِبَهَا وَقَعَ عَلٰی أُمِّهِ وَعَمَّتِهِ وَخَالَتِهِ (سنن دارقطنی، حدیث نمبر ۴۶۱۲، واللفظ لهٗ، المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر

۱؎ قال الکنانی:هذا إسناد حسن وله شاهد من حدیث ابن عمر رواه الإمام أحمد فی مسنده ورواه الحاکم من حدیث ابن عباس وقال هذا حدیث صحیح الإسناد،قلت وسیأتی فی کتاب الفتن أتم منه (مصباح الزجاجة فی زوائد ابنِ ماجه، ج۴ص۳۷، باب الخمر مفتاح کل شر)

۲؎ قال الحاکم : صَحِیحُ الُإِسُنَادِ وَلَمُ یُخَرِّجَاهُ "وقال الذهبی فی التلخیص:صحیح.

۱۱۳۷۲، وحدیث نمبر ۱۱۴۹۸، المعجم الاوسط، حدیث نمبر ۳۱۳۴)

ترجمہ: شراب فواحش (یعنی بے حیائی اور بُرائی کے کاموں) کی ماں ہے، اور اکبرالکبائر ہے، جو اس کو پیتا ہے، وہ اپنی ماں اور پھوپھی اور خالہ کے ساتھ تک بھی بدکاری میں مبتلا ہوجاتا ہے (دارقطنی؛ طبرانی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَلَا تَقْرَبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا رَأْسُ الْخَطَايَا (تعظیم قدر الصلاۃ لمحمد بن نصر المروزی، رقم الحدیث ۹۲۰)

ترجمہ: اور آپ شراب کے قریب مت جاؤ، کیونکہ وہ خطاؤں کی جڑ ہے (تعظیم قدر الصلاۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ شراب فواحش ومنکرات اور خطاؤں کی ماں اور جڑ ہے، جس میں ہر طرح کی خباثت جمع ہے، اور اسی وجہ سے اس کو اکبرالکبائر قرار دیا گیا ہے، اور اس کے فواحش کی جڑ ہونے کی چند مثالیں پیش کی گئی ہیں، کہ اس میں مبتلا ہوکر آدمی بے عقل ہونے کی وجہ سے نعوذ باللہ تعالیٰ اپنی ماں، خالہ اور پھوپھی تک کے ساتھ بدکاری اور سیاہ کاری کر بیٹھتا ہے۔

گویا کہ جس طرح اولاد کی اصل اس کی ماں اور درخت کی اصل اس کی جڑ ہوتی ہے، اسی طرح شراب کا حال ہے کہ وہ بھی شَر اور بُرائیوں کی ماں اور جڑ ہے (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۴۱۴۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَمْرُ أُمُّ الْخَبَائِثِ (دارقطنی، رقم الحدیث ۴۶۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب خبائث کی جڑ ہے (دارقطنی)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلْخَمْرُ أُمُّ الْخَبَائِثِ وَمَنْ شَرِبَهَا لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَلَاةً أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فَإِنْ مَاتَ وَهِيَ فِيْ بَطْنِهٖ مَاتَ مَيْتَةً جَاهِلِيَّةً

(دارقطنی، حدیث نمبر ۴۶۱۰، المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر ۳۶۶۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب خبائث کی جڑ ہے، اور جس نے شراب کو پیا، تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں فرماتے، اور اگر کوئی شخص اس حال میں

Idara Ghufran

مر گیا کہ شراب اس کے پیٹ میں تھی، تو وہ جاہلیت کی موت مرا (دارقطنی؛ طبرانی)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مَلِكًا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَخَذَ رَجُلًا فَخَيَّرَهُ بَيْنَ أَنْ يَّشْرَبَ الْخَمْرَ، أَوْ يَقْتُلَ صَبِيًّا، أَوْ يَزْنِيَ، أَوْ يَأْكُلَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ، أَوْ يَقْتُلُوْهُ إِنْ أَبٰى . فَاخْتَارَ أَنَّهُ يَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَأَنَّهُ لَمَّا شَرِبَ، لَمْ يَمْتَنِعْ مِنْ شَيْءٍ أَرَادُوْهُ مِنْهُ. وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا حِيْنَئِذٍ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْرَبُهَا فَتُقْبَلُ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، وَلَا يَمُوْتُ وَفِيْ مَثَانَتِهٖ مِنْهَا شَيْءٌ إِلَّا حُرِّمَتْ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ مَاتَ فِي الْأَرْبَعِيْنَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر ۳۶۳) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کو بادشاہ نے پکڑا، اور اسے اختیار دیا کہ یا تو وہ شراب پیئے، یا بچے کو قتل کرے، یا زنا کرے، یا خنزیر کا گوشت کھائے، اور اگر وہ کسی چیز سے انکار کرے گا، تو اس کو وہ قتل کردیں گے، پس اس آدمی نے شراب پینے کو ترجیح دی، اور اس نے جب شراب پی لی تو لوگوں نے اس سے جو کام بھی کرانا چاہا (خواہ وہ قتل ہو یا زناء ہو، یا خنزیر کا گوشت کھانا ہو) وہ اس سے بچ نہیں سکا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس وقت یہ بھی فرمایا کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو شراب پیئے، اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن تک نماز قبول فرمائیں، اور کوئی شخص بھی ایسا نہیں کہ جو مر جائے اور اس کے مثانہ میں شراب کا کوئی حصہ ہو، مگر اس پر جنت کو حرام کردیا جاتا ہے، اور اگر وہ چالیس دن کے اندر اندر مر جائے، تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا (طبرانی؛ حاکم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ، إِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ خَلَا قَبْلَكُمْ تَعَبَّدَ، فَعَلِقَتْهُ امْرَأَةٌ غَوِيَّةٌ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ جَارِيَتَهَا، فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّا نَدْعُوْكَ لِلشَّهَادَةِ، فَانْطَلَقَ مَعَ جَارِيَتِهَا فَطَفِقَتْ كُلَّمَا دَخَلَ بَابًا أَغْلَقَتْهُ دُوْنَهُ، حَتّٰى أَفْضٰى إِلَى امْرَأَةٍ

---

[۱] قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط ورجاله رجال الصحيح خلا داود بن صالح التمار وهو ثقة (مجمع الزوائد ج۵ ص۶۸)

وَضِيئَةٍ عِنْدَهَا غُلَامٌ وَبَاطِيَةُ خَمْرٍ، فَقَالَتْ :إِنِّي وَاللّٰهِ مَا دَعَوْتُكَ لِلشَّهَادَةِ، وَلٰكِنْ دَعَوْتُكَ لِتَقَعَ عَلَيَّ، أَوْ تَشْرَبَ مِنْ هٰذِهِ الْخَمْرَةِ كَأْسًا، أَوْ تَقْتُلَ هٰذَا الْغُلَامَ، قَالَ: فَاسْقِينِي مِنْ هٰذَا الْخَمْرِ كَأْسًا، فَسَقَتْهُ كَأْسًا، قَالَ : زِيدُونِي فَلَمْ يَرِمْ حَتّٰى وَقَعَ عَلَيْهَا، وَقَتَلَ النَّفْسَ، فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا يَجْتَمِعُ الْإِيمَانُ، وَإِدْمَانُ الْخَمْرِ إِلَّا لَيُوشِكُ أَنْ يُخْرِجَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ (سنن نسائی، حدیث نمبر ٥٦٦٦)

ترجمہ: تم شراب سے بچو، کیونکہ وہ خبائث کی جڑ ہے، تم سے پہلے لوگوں میں ایک عبادت گزار شخص تھا، اس کو ایک زنا کار عورت نے (اپنے جال میں) پھنسایا، چنانچہ اس عورت نے اس عبادت گزار شخص کے پاس اپنی باندی کو بھیجا، اور اس سے کہلوایا کہ ہم آپ کو گواہی کے لئے بلاتے ہیں، پس وہ شخص اس باندی کے ساتھ چلا گیا، اس باندی نے مکان کے ہر ایک دروازہ کو جس وقت وہ اس کے اندر داخل ہوتا بند کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ (عبادت گزار شخص) اس عورت کے پاس جا پہنچا جو کہ حسین وجمیل عورت تھی اور اس کے پاس ایک لڑکا تھا اور ایک شراب کا برتن تھا، اس عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے تجھ کو گواہی کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے، کہ یا تو میرے ساتھ بدکاری کرے، یا اس شراب کا ایک پیالہ پی لے،، یا اس لڑکے کو قتل کر دے، تو اس عبادت گزار شخص نے (شراب کو دوسرے گناہوں سے ہلکا سمجھتے ہوئے) کہا کہ تو مجھے اس شراب کا پیالہ پلا دے، اُس عورت نے اس شخص کو ایک شراب کا پیالہ پلا دیا، اس شخص نے کہا کہ مجھ کو اور شراب دو، پھر وہ شخص وہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹا، جب تک کہ (شراب پینے کے نتیجہ میں) اس عورت سے بدکاری نہیں کر لی اور ایک خون بھی کر دیا۔ لہٰذا تم شراب سے بچو کیونکہ اللہ کی قسم ایمان اور شراب پینے کی عادت دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتیں یہاں تک کہ ان میں سے ایک عمل دوسرے عمل کو انسان میں سے نکال دیتا ہے (نسائی)

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : إِيَّاكَ وَالْخَمْرَ، فَإِنَّ خَطِيئَتَهَا

تَفْرَعُ الْخَطَایَا، کَمَا أَنَّ شَجَرَتَهَا، تَفْرَعُ الشَّجَرَ (ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۳۳۷۲،)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنے آپ کو شراب سے بچاؤ، کیونکہ اس کی خطا دوسری خطاؤں پر غالب آ جاتی ہے، جس طریقہ سے اس کا درخت (دوسرے درخت پر غالب آ جاتا ہے (ابنِ ماجہ، طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ شراب کا گناہ دوسرے گناہوں سے آگے بڑھ جاتا، اور ان پر غالب آ جاتا ہے، جس طرح سے کہ اعلیٰ شراب تیار ہونے والے درخت کی بیل دوسرے درختوں پر غالب آ جاتی ہے، اور وہ انگور سے تیار کی جاتی ہے، اور انگور کی بیل دوسرے درختوں کو پوری طرح گھیر لیتی ہے، یہی حال شراب کے گناہ کا بھی ہے۔

(کذافی: حاشیة السندی علی سنن ابن ماجه، تحت رقم الحدیث ۳۳۷۲، باب الخمر مفتاح کل شر، فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۲۸۹۴)

مذکورہ احادیث وروایات میں شراب نوشی اور نشہ آور چیزوں کو جو نام دیئے گئے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱)......شراب: ہر شر وبُرائی کی کنجی ہے، یعنی اس کے ذریعہ سے ہر شر کا تالا اور دروازہ کھلتا ہے۔

(۲)......شراب: اُمُّ الفواحش ہے، یعنی بے حیائی اور بُرے کاموں کی ماں ہے، جس سے بے شمار بے حیائی اور بُرے کاموں کی نسل پھوٹتی ہے۔

(۳)......شراب: اُمُّ الخبائث ہے، یعنی خباثتوں کی ماں ہے، جس سے بے شمار خباثتیں جنم لیتی ہیں۔

(۴)......شراب: خطاؤں کی جڑ ہے، یعنی اس سے بے شمار خطائیں اور گناہ اُگتے اور پھلتے پھولتے ہیں، جس طرح درخت کی جڑ سے درخت کا، تنا، پھر اس کی بے شمار شاخیں، پھر پھل پھول اور بیج نکلتے ہیں، جن سے نہ جانے کتنے مزید درخت اُگتے ہیں۔

(۵)......شراب: دوسرے گناہوں پر غالب آ جاتی ہے، یعنی دوسرے گناہوں کو پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔

(۶)......شراب: اکبرُ الکبائر ہے، جس کے ذریعہ سے انسان کفر وشرک تک پہنچ جاتا ہے۔

(جاری ہے..........)

مقالات ومضامین

مفتی منظور احمد

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۷)

دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تاجر تھے، وہ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں تاجر رہے ہیں، زمانہ جاہلیت میں ان کے باقاعدہ تجارتی سفر بھی ہوئے ہیں، چنانچہ زمانہ جاہلیت کے ایک تجارتی سفر کا بڑا دلچسپ واقعہ بھی مذکور ہے جسے حضرت عمر رضی اللہ نے خود بیان فرمایا ہے کہ میں زمانہ جاہلیت میں قریش کے تیس آدمیوں کے تجارتی قافلے میں شام کی طرف ایک تجارت کے لیے نکلا، جب ہم مکہ سے نکلے تو مجھے ایک کام یاد آ گیا جس کی وجہ سے میں مکہ واپس آ گیا اور میں نے ساتھیوں سے یہ کہا کہ تم چلتے رہو میں تم سے مل جاؤں گا۔ چنانچہ میں واپس آ کر اپنے کام کر کے شام پہنچا تو اس کے ایک بازار میں تھا کہ ایک بطریق میرے پاس آیا اور اس نے میری گردن کو پکڑا میں اس سے چھڑانے لگا تو وہ مجھے اپنے کنیسے میں لے گیا، وہاں مٹی کا ایک ڈھیر تھا اس نے مجھے بیلچا اور کدال وغیرہ دی اور کہا یہ مٹی یہاں سے اٹھاؤ، میں بیٹھا سوچنے لگا کہ کیا کروں، دوپہر کو وہ آیا، اس نے باریک کپڑے کا لباس پہنا ہوا تھا جس سے اس کا جسم اندر سے نظر آ رہا تھا، مجھے کہنے لگا تم نے مٹی بالکل نہیں نکالی؟ پھر زور سے مکا میرے سر پر مارا، میں نے دل میں کہا تیرا بیڑا غرق ہو تو اتنا ذلیل ہو گیا ہے!، چنانچہ میں نے پھاؤڑا لیا اور اس کی کھوپڑی پر ایسا مارا کہ اس کا بھیجا نکل کر بہہ گیا، میں نے اسے اٹھایا اور مٹی کے نیچے دبا دیا، پھر میں سیدھا نکلا، مجھے یہ نہیں پتہ تھا کہ کدھر جاؤں، باقی پورا دن اور رات چلتا رہا جب صبح ہوئی تو میں ایک دیر (عیسائیوں کے عبادت خانے) کے باہر اس کے سائے میں بیٹھ گیا، اندر سے ایک شخص نکلا اور کہنے لگا اللہ کے بندے تم یہاں کیسے بیٹھے ہو! میں نے کہا میں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا ہوں، اس نے کہا تم مسافر ہو اور خوف زدہ ہو، اندر آؤ کھانا کھا کر کچھ آرام کرو، میں اندر گیا تو وہ میرے پاس کھانا لایا، اس کے بعد اس نے نظر اٹھائی اور پھر جھکا کر کہا اہل کتاب جانتے ہیں کہ اب زمین میں مجھ سے بڑا کتاب (انجیل) کا عالم نہیں، اور میں تمہارے اندر اس شخص کی علامات پاتا ہوں جو ہمیں اس دیر (عبادت خانے) سے نکالے گا اور اس شہر پر غلبہ حاصل کرے گا، میں نے اس سے کہا تو ویسے ادھر ادھر کی باتیں کر رہا ہے، پھر اس نے میرا نام پوچھا تو میں نے کہا میرا نام عمر بن الخطاب ہے وہ کہنے لگا خدا کی قسم تو وہی شخص ہے، لہٰذا تو

مجھے لکھ دے کہ یہ دیر اور اس میں جو کچھ ہے وہ میرا ہوگا اور اسے امان حاصل ہوگا، میں نے اس سے کہا تو نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اسے خراب نہ کر، وہ کہنے لگا تم مجھے ایک کاغذ پر اس کا امان نامہ لکھ دو تمہیں اس میں کوئی نقصان نہیں اگر تم وہی ہوئے تو ہمارا فائدہ ہو جائے گا اور وہ شخص نہ ہوئے تو تمہیں کوئی نقصان نہیں، میں نے کہا چلو کاغذ لے آؤ وہ لایا تو میں نے لکھ کر اس پر اپنی مہر لگا دی، وہ کچھ سفر خرچ لایا، کچھ کپڑے، اور ایک اونٹنی لا کر مجھے دی جس پر پالان بندھا ہوا تھا اور کہنے لگا اس پر سوار ہو کر جاؤ یہ جس دیر کے سامنے سے گذرے گی لوگ خود اسے چارہ ڈالیں گے اور پانی پلائیں گے، جب تمہارا کام ہو جائے تو واپسی پر اسی پر سوار ہو کر جانا واپسی پر بھی ہر دیر والے اسے چارہ اور پانی خود دیں گے۔ یہاں تک کہ تم میرے پاس آ جاؤ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا، میں اس پر سوار ہو کر چلا تو وہ جس دیر سے گذرتی لوگ خود اسے چارہ اور پانی دیتے، یہاں تک کہ میں نے اپنے قافلے کے ساتھیوں کو دیکھ لیا کہ وہ حجاز کی طرف واپس جا رہے ہیں تو میں نے اونٹنی کو ان کی طرف موڑا اور ان کے ساتھ جا کر مل گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اپنے دور خلافت میں شام گئے تو ان کے پاس وہی راہب آیا اور ان کی وہی تحریر پیش کی جو انہوں نے اسے لکھ کر دی تھی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو بہت تعجب ہوا، وہ کہنے لگا اپنا وعدہ پورا کرو، تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین نہ عمر کی ہے نہ اس کے باپ کی، لیکن تم مسلمانوں کو ایک نفع پہنچا سکتے ہو وہ یہ کہ اگر مسلمان یہاں آئیں تو ان کی مہمان نوازی کرو، ان کو راستہ بتاؤ اور بیماروں کی تیمارداری کرو، اگر تم یہ کرو تو میں تمہارا وعدہ پورا کر دیتا ہوں، اس نے اسے قبول کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وعدے کے مطابق وہ عبادت خانہ اسے دے دیا (تاریخ دمشق لابن عساکر، ج۴۴ ص۸)

معلوم ہوا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں بھی تاجر تھے اور انہوں قریش کے معمول کے مطابق تجارت کی اور تجارتی اسفار بھی کیے۔

اسی طرح زمانہ اسلام میں بھی ان کا پیشہ تجارت ہی رہا، جس کا ثبوت اس روایت سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عمر کے پاس ملنے آئے تو انہوں نے تین مرتبہ اجازت چاہی اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ واپس چلے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو واپس بلوایا اور پوچھا کہ آپ واپس کیوں گئے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین مرتبہ اجازت مانگنے کے باوجود اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر ان سے گواہ کا مطالبہ کیا تو انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو گواہ کے طور پر پیش کیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَخَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ؟ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي السَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ (سنن أبی داود ،باب کم مرة یسلم الرجل فی الاستئذان ،رقم الحیث ۵۱۸۲،ج۴ص ۳۴۶)

''کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت مجھ پر مخفی رہی، مجھے بازاروں میں خرید وفروخت نے مشغول رکھا''

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازاروں میں خرید وفروخت کرتے اور تجارت کرتے تھے۔

حریث بن ربیع عدوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم پر تین سفر لازمی ہیں ایک حج کا دوسرا عمرے کا اور تیسرا اس شخص کا سفر جو کسی طریقے سے مال کمانے کے لیے سفر کرے اور اس کے ذریعے اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے محتاجی سے بچائے اور اللہ کے راستے میں صدقہ خیرات بھی کرے، خدا کی قسم میرے نزدیک کسی سفر میں تجارت کرتے اور مال کماتے ہوئے موت کا آجانا بستر پر مرنے سے بہتر ہے، اور اس موت کو اگر میں شہادت کہوں تو میری رائے میں یہ غلط نہیں (الحث علی التجارۃ والصناعۃ، ص ۵۸، رقم الاثر ۶۱)

دوسری جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کے علاوہ میرے نزدیک موت کا سب سے زیادہ پسندیدہ موقع یہ ہے کہ رزق کی تلاش کرتے ہوئے مجھے موت آئے اور آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

(وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللهِ)(المزمل ۲۰)

''اور دوسرے وہ لوگ جو زمین میں سفر کرتے ہیں اللہ کے رزق کو تلاش کرنے کے لئے''

(شعب الایمان للبیہقی باب التوکل باللہ ج ۲ ص ۴۵۰)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں خلافت کے ساتھ تجارت بھی کیا کرتے تھے (تاریخ الاسلام للذہبی، ج ۳ ص ۲۷۳)

یحی بن حماد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں شام بھیجنے کے لیے ایک تجارتی لشکر تیار کیا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور فضل بن عنبسہ کی روایت کے مطابق ایک صحابی کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے چار ہزار درہم قرض دے دیں جن کے پاس پیغام بھیجا گیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ بیت المال سے لے لیں اور بعد میں واپس کر دیجئے گا، حضرت عمر کو یہ جواب بہت ناگوار

گذرا، بعد میں حضرت عمران صحابی سے ملے اوران سے کہا کیاتم نے یہ کہا تھا کہ میں بیت المال سے قرض لے لوں؟اگر تجارتی قافلہ واپس آنے سے پہلے میں مرجاؤں تو تم کہوامیر المؤمنین نے ہی لیا ہے چھوڑ و واپس نہ لو،اور مجھ سے قیامت میں مواخذہ ہو جائے ،میں ہر گز بیت المال سے قرضہ نہیں لوں گا ،میں تو ایسے آدمی سے قرض لینا چاہتا ہوں جو مال کی حرص رکھتا ہوں اور بخیل ہوتا کہ میں مرجاؤں تو میرے تر کے سے لازمی وصول کرے (طبقات ابن،سعد،ج۳ص۲۱۱)

اس واقعہ سے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیت المال کے مال میں احتیاط اوران کی فکرآخرت کا اندازہ ہوتا ہے وہاں حکمرانوں اور تاجر حضرات کے لیے بھی بڑی رہنمائی ہے کہ انہیں بوقت ضرورت قرض لینے کے لیےایسے ادارے اور شخصیت کا انتخاب کرنا چاہیے جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ لازمی طور پر قرض واپس لے گا،ایسا ہر گز نہ ہو کہ قرض لیتے وقت ادئیگی کی نیت ہی نہ ہو یا ایسے ادارے اور شخص سے قرض لیں جس کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ واپس نہیں لے گا،یا اپنے اثر رسوخ سے قرض معاف کروالیں گے یا قرض لے کر بھاگ جائیں گے،جیسا کہ آج کل عموماً ہورہا ہے،ایسے لوگوں کو یہ یادرکھنا چاہیے کہ ایک دن ایک ایک پائی کا حساب دینا پڑے گا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کومخاطب کر کے فرمایا میں ایک تاجر آدمی تھا اللہ نے میری تجارت کے ذریعے میرے اہل وعیال کو مستغنی کیا ہوا تھا،اب میں تمہارے معاملات میں مصروف ہو چکا ہوں،تمہارا کیا خیال ہے کہ میرے لیے بیت المال کا مال حلال ہے کہ نہیں؟لوگوں نے مختلف آراء دیں ،انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ کی کیا رائے ہے،حضرت علی نے فرمایا آپ اتنا لے سکتے ہیں جس سے آپ کا اور آپ کے اہل وعیال کا گذارا ہو سکے اس کے علاوہ آپ کے لیے جائز نہیں،لوگوں نے بھی یہی رائے دی،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ضرورت کا خرچ لینا شروع کر دیا،جب اس سے ان کی ضروریات پوری نہ ہوتیں اوران کا گذارہ مشکل ہوگیا تو چند صحابہ جن میں حضرت عثمان،حضرت علی حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم شامل تھے جمع ہوئے اور انہوں نے کہا حضرت عمر سے ان کے وظیفے میں اضافہ کا کہتے ہیں،حضرت عثمان نے کہا کہ آؤ!ہم خفیہ طور پر یہ کام کرتے ہیں،چنانچہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اوران اس بارے میں مذاکرہ کیا اوران سے کہا کہ حضرت عمر کو ہمارے بارے میں نہ بتانا،حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اس معاملے کے بارے میں حضرت عمر سے ملیں اوران سے

بات کی تو حضرت عمر غصے ہوئے اور یہ کہا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ میں ان کو بہت برا سمجھتا ہوں، انہوں نے ان کا نام بتانے سے عذر کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے ان کے درمیان اس معاملے میں واسطہ بن رہی ہو، یہ تو بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کا تمہارے گھر میں سب سے بہتر لباس کیا تھا؟ وہ فرمانے لگیں آپ کے دو دھاری دار کپڑے تھے جو آپ کسی وفد اور اجتماع کے موقع پر پہنتے تھے، آپ نے پوچھا سب سے بہتر کھانا کیا تھا؟ وہ فرمانے لگیں، جو کی گرم روٹی کا ایک ٹکڑا ہوتا تھا، جس کے اوپر ہم تیل کا مشکیزہ ڈال دیتے تھے جس سے اس پر ذرا سا گھی لگ جاتا۔ آپ نے پوچھا کون سا بستر سب سے نرم ہوتا تھا؟ وہ کہنے لگیں: ایک موٹی چادر تھی جس کو ہم گرمیوں میں چار تہہ دے دیتے اور اور سردیوں میں آدھی آپ نیچے اوڑھ لیتے اور آدھی اوپر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حفصہ! ان لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دینا کہ رسول اللہ ﷺ اندازہ لگا کر خود گذارا کرتے اور زائد بچتا اسے اپنے مصرف پر خرچ کرتے تھے، میں بھی گذارا کروں گا اور جو زائد مال بچے گا اپنے مقام اور مصرف پر خرچ کروں گا۔ میری مثال اور میرے سابقہ دوساتھیوں (حضور اقدس ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی مثال ان تین لوگوں کی طرح ہے جو ایک راستے پر سفر کے لیے چلے اور پہلا توشہ لے کر نکلا اور منزل تک پہنچ گیا، پھر دوسرا اس کے پیچھے چلا اور اسی کے طریقے پر چل کر منزل پر پہنچ گیا، پھر تیسرا اس کے پیچھے چلا، اب اگر وہ انہی دونوں کا راستہ اختیار کرے گا اور انہی کے توشے پر راضی ہوگا تو ان کے ساتھ مل جائے گا، اور اگر ان کے راستے کے علاوہ کسی راستے پر چلے گا تو ان کے سے نہیں مل سکے گا (ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ: ذکر فرض العطاء وعمل الدیوان۔ ج ا ص ۴۲۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جہاں خود تجارت کرتے تھے وہاں اپنے زمانہ خلافت میں لوگوں کو تجارت کی ترغیب بھی دیا کرتے تھے اور اجتماعی طور پر قوم کی خود انحصاری اور ترقی کے لیے تجارت پر زور دیا کرتے تھے کہ قوم دوسروں کی محتاج نہ ہو، چنانچہ امام مالک فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”عَلَيْكُمْ بِالتِّجَارَةِ لَاتَفْتِنَنَّكُمْ هٰذِهِ الْحَمْرَاءُ عَلٰى دُنْيَاكُمْ“ (نظام الحكومة النبوية المسمى التراتيب الادارية، ج ۲ ص ۲۰)

”تجارت کو ضروری سمجھو یہ سرخ لوگ (عجمی غلام) تمھاری دنیا پر امتحان نہ بن جائیں“

ابن امیر حاج نے اپنی کتاب ”المدخل“ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کا پس منظر یہ بیان کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ بازار میں تشریف لائے اور دیکھا کہ تجارت کرنیوالے

زیادہ تر لوگ باہر سے آئے ہوئے اور عوام الناس ہیں تو غمگین ہوئے جب خاص خاص لوگ جمع ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بات بیان کی ،لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فتوحات اور مال غنیمت کی وجہ سے ہمیں تجارت سے مستغنی کردیا ہے۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایا،اگر تم ایسا کروگے تو تمھارے مردان کے مردوں کے اور تمھاری عورتیں ان کی عورتوں کی محتاج ہوجائیں گی۔

علامہ عبدالحیٔ کتانی اس کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست اس امت کے بارے میں بالکل سچ ثابت ہوئی کیونکہ اس امت نے مشروع طریقہ تجارت کو چھوڑ دیا تو اسے غیروں نے اختیار کرلیا اور امتِ مسلمہ غیر مسلموں کی محتاج ہوگئی ہے، چنانچہ اب چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزوں تک میں ہم دوسروں کے محتاج ہوگئے (حوالہ بالا)

آج عالمِ اسلام کا یہی المیہ ہے کہ اس نے تجارت کو ترک کردیا جس کی وجہ سے وہ سوئی سے لے کر ہوائی جہاز تک ہر چھوٹی بڑی چیز میں یہود ونصاریٰ اور کفار و مشرکین کی محتاج ہے۔　　(جاری ہے............)

ہفتہ وار اصلاحی مجلس

ادارہ غفران میں

حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم

کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس　　بروز اتوار، صبح دس بجے ہوتی ہے۔

انتظامیہ: ادارہ غفران، گلی نمبر 17، چاہ سلطان، راولپنڈی فون: 051-5507270-5507530

بسلسلہ : تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاولیٰ: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۵۴ھ : میں حضرت ابوالفضل عبدالرحمٰن بن احمد بن حسن بن بندار عجلی رازی مکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۳۷)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ : میں عظیم محدث اور احادیث کی کئی کتابوں کے مصنف شیخ الاسلام حضرت ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ خسروجردی خراسانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ امام بیہقی کے نام سے مشہور تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۱۶۹ ،تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۲۱۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۶۱ھ : میں حضرت ابوالحسین محمد بن مکی بن عثمان ازدی مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۲۵۳)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۶۴ھ : میں حضرت ابوالحسن محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن عبدالصمد بن مہتدی باللہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۲۳۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۶۵ھ : میں حضرت ابوجعفر محمد بن احمد بن محمد بن عمر بن حسن بن عبید بن عمرو بن خالد بن رفیل سلمی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۲۱۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۶۶ھ : میں حضرت قاضی احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمود بن اعین حنفی سمنانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۰۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۶۷ھ : میں حضرت ابوبکر محمد بن علی بن محمد بن موسیٰ بن جعفر بغدادی حنبلی خیاط رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۳۷)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۷۱ھ : میں حضرت ابوعاصم فضیل بن یحییٰ بن فضیل فضیلی ہروی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۹۷)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۷۲ھ : میں حضرت ابوبکر محمد بن حافظ ہبۃ اللہ بن حسن بن منصور طبری الکائی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۴۸)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۷۷ھ : میں حضرت ابونصر عبدالسید بن محمد بن عبدالواحد بن احمد بن جعفر

Idara Ghufran

بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۴۶۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۷۷ھ: میں حضرت ابوسعید مسعود بن ناصر بن ابی زید احمد سجزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۵۳۳، تذکرة الحفاظ ج۴ ص۱۲)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۷۹ھ: میں حضرت ابوعبدالرحمٰن طاہر بن محمد بن محمد بن احمد بن محمد بن یوسف نیشاپوری مستملی معدل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۴۴۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۸۳ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن حسین بن محمد قدیدی بخاری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ خواہرزادہ کے نام سے مشہور تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۱۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۸۶ھ: میں حضرت ابوالفضل حمد بن احمد بن حسن بن احمد بن محمد بن مہران اصبہانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۲۰)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۸۸ھ: میں حضرت ابوالفرج رزق اللہ بن عبدالعزیز بن حارث بن اسد بن لیث بن سلیمان بن اسود تمیمی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۶۱۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۸۹ھ: میں حضرت ابومنصور عبدالمحسن بن محمد بن علی بن احمد بن علی شیحی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۱۵۴)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۹۱ھ: میں حضرت ابوالحسن مکی بن منصور بن محمد بن علان کرجی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۷۲)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۹۳ھ: میں حضرت ابوطاہر جعفر بن محمد بن فضل قرشی عبادانی بصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۴۲)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۹۴ھ: میں حضرت ابوالعباس فضل بن عبدالواحد بن فضل سرخسی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۱۴۷)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۹۸ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن علی بن حسن بن ابی الصقر واسطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۲۳۹)

Idara Ghufran

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

مفتی محمد رضوان

والدین کی وفات کے بعد صلہ رحمی کا طریقہ اور اُس کی فضیلت (چوتھی وآخری قسط)

والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں سے نیک سلوک کرنا

حضرت مالک بن ربیعہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں والدین کی وفات کے بعد صلہ رحمی کی صورت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیُ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا،وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا (ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۱۴۲)

ترجمہ: اور وہ (والدین کی وفات کے بعد) صلہ رحمی کرنا جو صرف ماں باپ کے تعلق (ورشتہ داری کی وجہ) سے ہو، اور اُن کے (سچّے) دوستوں کا اکرام کرنا (ابوداؤد)

ماں باپ کے تعلق کی وجہ سے صلہ رحمی کرنا یہ ہے کہ جو ماں اور باپ کے درجہ بدرجہ رشتہ دار ہیں، مثلاً دادا دادی، نانا نانی، پھوپھی، تایا، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کے ساتھ نیک برتاؤ کیا جائے۔

ان رشتہ داروں کے ساتھ والدین کی زندگی میں بھی صلہ رحمی کا حکم ہے، اور والدین کی وفات کے بعد خصوصیت کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم اس وجہ سے ہے کہ والدین کی وفات کے بعد عام طور پر انسان ان رشتوں سے غفلت اختیار کرتا ہے، اور صرف ان رشتہ داروں کو ترجیح دیتا ہے، جن سے براہِ راست اپنا رشتہ وابستہ ہوتا ہے۔

یہی حال والدین کے دوست احباب اور ان کے گھر والوں کا بھی ہے، کہ والدین کے بعد عام طور انسان ان کو اہمیت نہیں دیتا، اور براہِ راست اپنے دوست احباب کو ترجیح دیتا ہے۔

لہٰذا والدین کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں اور دوست احباب اور ان کے اہلِ خانہ کے ساتھ نیک سلوک کرنا بھی اپنے والدین کے ساتھ صلہ رحمی کرنے میں داخل اور صلہ رحمی کرنے کا ایک اہم طریقہ وذریعہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِحْفَظْ وُدَّ أَبِيْكَ لَا تَقْطَعْهُ، فَيُطْفِءَ اللّٰهُ نُوْرَكَ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۸۶۳۳، واللفظ لهٗ؛ الادب المفرد

للبخاری، ۴۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے والد کے دوستوں (کے حقوق) کی حفاظت کرو، ان کے ساتھ قطع تعلقی نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے نور کو بجھادیں گے (طبرانی)

محدثین نے فرمایا کہ اس حدیث میں نور سے ایمان کا نور مراد ہے، اور مطلب یہ ہے کہ والد کے دوستوں سے قطع تعلقی اور بدسلوکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دنیا یا آخرت میں ایمان کا مخصوص نور بجھادیتے ہیں، جس کی وجہ سے عبادت کی نورانیت کمزور پڑجاتی ہے (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۲۶۵)

حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ، وَحَمَلَهُ عَلٰى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ. وَأَعْطَاهُ عِمَامَةً، كَانَتْ عَلٰى رَأْسِهِ فَقَالَ ابْنُ دِينَارٍ : فَقُلْنَا لَهُ: أَصْلَحَكَ اللّٰهُ إِنَّهُمُ الْأَعْرَابُ وَإِنَّهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : إِنَّ أَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ (مسلم، رقم الحديث ۲۵۵۲ "۱۱")

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دیہاتی شخص کی مکہ کے راستے میں ملاقات ہوئی، ان کو حضرت عبداللہ بن عمر نے سلام کیا، اور ان کو اپنی سواری پر بٹھایا، جس پر آپ سوار تھے، اور ان کو اپنا وہ عمامہ دیا، جو آپ کے سر پر تھا، ابنِ دینار کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا فرمائے، یہ لوگ تو دیہاتی ہیں، اور یہ تھوڑی سی چیز سے بھی راضی ہوجاتے ہیں (پھر آپ کو اتنا زیادہ اکرام کرنے کی کیا ضرورت تھی؟) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دیہاتی شخص کے والد (دراصل میرے والد) حضرت عمر بن خطاب کے دوست تھے، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ نیک سلوک (اور اچھے برتاؤ) میں بڑا نیک سلوک (اور اچھا برتاؤ) یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوست کے گھر والوں سے صلہ (یعنی نیک سلوک اور اچھا

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الاوسط وإسناده حسن. (مجمع الزوائد ج۸ص۱۴۷، باب صديق الاب)

برتاؤ) کرے (مسلم)

اورحضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَأَتَانِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ أَتَدْرِيْ لِمَ أَتَيْتُكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّصِلَ أَبَاهُ فِيْ قَبْرِهٖ فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيْهِ بَعْدَهٗ" وَإِنَّهٗ كَانَ بَيْنَ أَبِيْ عُمَرَ وَبَيْنَ أَبِيْكَ إِخَاءٌ وَوُدٌّ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَصِلَ ذَاكَ" (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۴۳۲)

ترجمہ: میں مدینہ منورہ میں آیا، تو میرے پاس حضرت عبداللہ بن عمر تشریف لائے، تو انہوں نے فرمایا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس کیوں حاضر ہوا ہوں؟ میں نے کہا کہ نہیں، تو حضرت ابنِ عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ ان کی قبر میں صلہ رحمی کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ ان کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے، اور میرے والد حضرت عمر اور آپ کے والد کے درمیان بھائی چارگی اور محبت تھی، تو میں نے اس چیز کو پسند کیا کہ اس تعلق کو نبھاؤں (ابنِ حبان)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ والدین کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں اور دوست احباب اوران کے اہلِ خانہ کے ساتھ صلہ رحمی اور نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا بھی والدین کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کی عظیم الشان شکل ہے۔

TAMEER-E-PAKISTAN SCHOOL

تعمیرِ پاکستان سکول (نیشنل میڈیم)

زیرِ نگرانی: حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم ودیگر اہلِ علم

جدید تعلیم قومی اور دینی سوچ کے ساتھ

تعمیرِ پاکستان سکول: گلی نمبر 17، نزد ادارہ غفران، چاہ سلطان

(سلطان پورہ) راولپنڈی فون: 051-5780927

علم کے مینار مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

عمر خیام ایک عظیم مگر مظلوم فلسفی وریاضی دان (قسط۳)

عمر خیام کی تصنیفات کا تعارف

سید صاحب نے اپنے مقالہ میں عمر خیام کی اکیس کتابوں کا ذکر کیا ہے، لیکن فرمایا ہے کہ ان میں سے بعض مکرر ہیں، (یعنی ایک ہی کتاب کا دو ناموں سے مختلف تذکرہ نگاروں نے ذکر کیا ہے تو بعد والوں نے ان کو دو الگ الگ کتابیں سمجھ لیا) اور بعض ایک کتاب کے مختلف اجزاء اور حصوں کے عنوانات ہیں، (کہ لوگوں نے ایک کتاب کے دو یا تین مباحث کے عنوانات کو دو یا تین کتب سمجھ لیا) سید صاحب نے اس تکرار کی نشاندہی بھی قیاس اور قرائن کے ساتھ کی ہے، اپنی ان تنقیحات کے بعد سید صاحب نے جو حتمی فہرست خیام کی تصانیف کی دی ہے اس میں اکیس کے بجائے تیرہ کتب اور رسائل رہ جاتے ہیں، اور ان تیرہ میں سے بھی ایک کتاب عرائس النفائس غلط طور پر عمر خیام کی طرف منسوب ہوگئی، ورنہ وہ اصلاً بیہقی (عمر خیام کا تذکرہ نگار مصنف تاریخ الحکماء) کی ہے، شہرزوری نے بیہقی کی عبارت کو غلط سمجھنے کی وجہ سے یہ کتاب خیام کی طرف منسوب کی (دیکھئے خیام ص ۲۳۷) ذیل میں خیام کی تصانیف کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۱)...... رسالہ مکعبات (رسالہ استخراج اضلاع مربعات ومکعبات) یہ رسالہ جیومیٹری (ریاضی) کی شکلوں پر ہے جیسا کہ نام سے پتہ چلتا ہے، خیام کے تذکرہ نگاروں نے اس کتاب کا ذکر خیام کی تصانیف کے زمرے میں نہیں کیا، لیکن اس کا حوالہ خود خیام نے جبر ومقابلہ (الجبراء) میں اس نام کے ساتھ دیا ہے،

"کتاب البرھان علی طرق استخراج اضلاع مربعات و المکعبات"

(۲)...... رسالہ فی براہین الجبر والمقابلہ: یہ جبر ومقابلہ (الجبراء) کے موضوع پر خیام کا معروف مگر ناپید رسالہ ہے، حاجی خلیفہ چلپی نے کشف الظنون میں اس کا ذکر کیا ہے۔ [۱]

---

[۱] اس کا ایک قلمی نسخہ ہالینڈ کی لائڈن لائبریری میں تھا، اس کا دوسرا نسخہ پیرس (فرانس) کے کتب خانے میں دریافت ہوا، 1851ء میں پیرس کی ایشیاٹک سوسائٹی کے رکن "موسوایف وپکیے" (F-WOEPCKY) نے فرنچ ترجمہ کے ساتھ اسے پیرس سے شائع کیا، اس رسالہ میں خیام کی ریاضی وجیومیٹری میں مجتہدانہ شان صاف جھلکتی ہے، جب وہ اپنے پیشروؤں کے اس فن میں تالیفات کا ذکر کرتا ہے اور ان کی بعض باریک غلطیوں اور فنی کوتاہیوں کی اصلاح کرتا ہے، اور فن کی بعض ان پیچیدہ اور مشکل مسائل کو حل کرتا ہے، جس کا اس کے پیشروؤں نے کوئی حل پیش نہیں کیا تھا۔ محمد امجد۔

(۳)...... مصادراتِ اقلیدس (رسالہ فی شرح ما اشکل من مصادرات اقلیدس)

(۴)...... میزان الحکم (یعنی رسالہ فی الاحتیال لمعرفۃ مقدار الذھب والفضۃ) [۱]

(۵)...... رسالہ طبیعات ولوازم الامکنہ: خیام کے اس رسالہ کا تذکرہ قدیم سوانح نگاروں میں سب سے پہلے بیہقی [۲] کے ہاں ملتا ہے، اس کے بعد شہرزوری [۳] نے اس کا تذکرہ کیا ہے، سید صاحب کے تحقیق اور اندازے کے مطابق تاریخ الفی [۴] (احمد ٹھٹھوی سندی کی) میں خیام کے ایک رسالہ کا ذکر لوازم الامکنہ کے نام سے ملتا ہے، اور وہ رسالہ طبیعات ہے، یعنی طبیعات اور لوازم الامکنہ سے ایک ہی رسالہ مراد ہے، یہ کتاب بظاہر علاقوں اور خطوں کی، اقلیموں کی طبعی خصوصیات، موسمی تغیرات کے اسباب، آب وہوا اور جغرافیائی خدوخال پر ہے۔

(۶)...... رسالہ کون وتکلیف: اس رسالہ کا تذکرہ بھی بیہقی اور شہرزوری کے ہاں خیام کی تصنیفات کے زمرے میں ملتا ہے، اس رسالے کا ایک قدیم قلمی نسخہ جو ۶۹۹ھ کا لکھا ہوا تھا، مصر کے ایک رئیس نورالدین بک کی لائبریری میں موجود تھا، جو ۱۹۱۷ء میں مصر سے بوعلی سینا کے کچھ فلسفیانہ رسائل کے ساتھ ایک مجموعہ کی صورت میں چھپ کر سامنے آیا (سید صاحب کے پیش نظر مصر کا یہ مطبوعہ رسالہ تھا)

---

[۱] نمبر۳ اور نمبر۴ ان دونوں رسالوں کا ذکر مستشرق بروکلمان (Byockelmann) نے اپنی ''تاریخ علم وادب'' میں کیا ہے، بروکلمان کے بیان کے مطابق مصادرات اقلیدس کا قلمی نسخہ ہالینڈ کے لائیڈن کتب خانہ مشرقی میں محفوظ ہے، مستشرق ڈاکٹر ڈینسن راس نے ''رباعیات خیام'' کے مقدمہ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے، جس کو ڈاکٹر موصوف نے ایڈٹ کیا تھا، مصادرات اقلیدس میں بظاہر اقلیدس کی ان شکلوں کی مشکلات حل کی گئی ہیں، جن کا ثبوت ایک دوسرے کے ثبوت پر موقوف ہے، خیام کی مذکورہ چاروں کتابیں جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے ریاضی والجبراء (جیومیٹری) کے دقیق فنی موضوعات پر ہیں۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا چوتھے رسالے میزان الحکم کے بارے میں سید صاحب نے بعض اہم تاریخی حوالوں کی روشنی میں قیاس کیا ہے کہ یہ سلطان سنجر سلجوقی (عہد حکومت ۵۱۵ تا ۵۵۲ھ) کے تقاضے پر ۵۱۵ھ کے لگ بھگ لکھا گیا، اور خیام کے علاوہ اس عہد کے اور ریاضی دانوں اور حکماء نے بھی اس موضوع پر سلطان کے شاہی خزانے میں سونے چاندی کی جانچ پھٹک، وزن اور مقدار معلوم کرنے اور کھوٹ کی تحقیق کرنے کے لیے رسائل لکھے، اس رسالہ میں ایسے معیاری ترازو کا فارمولا دیا گیا اور نقشہ پیش کیا گیا جو مذکورہ مقاصد کے لیے پورے وثوق کے ساتھ کارآمد ہو۔

[۲] ظہیرالدین ابوالحسن بیہقی المتوفی ۵۶۵ھ کی فلاسفہ اسلام کے حالات پر کتاب تاریخ حکماء الاسلام ہے، اس کتاب کا ایک نسخہ برلن (جرمنی) یونیورسٹی کی لائبریری میں تھا، داکٹر ویل (well) نے اس کتاب سے خیام کے متعلق مضمون نقل کر کے 1929ء میں لندن کے اورینٹیل انسٹی ٹیوٹ کے آرگن (بولٹن) میں شائع کیا، ظہیرالدین بیہقی کا والد عمر خیام کا دوست تھا، بیہقی نے بچپن میں اپنے والد کے ہمراہ عمر خیام سے ملاقات کی تھی، بیہقی نے مذکورہ کتاب ''تاریخ حکماء اسلام'' ۵۴۹ھ میں لکھی

[۳] شمس الدین محمد بن محمود شہرزوری کی کتاب مسلم فلاسفہ کی تاریخ پر ''نزھۃ الارواح وروضۃ الافراح فی تواریخ الحکماء المتقدمین'' کے نام سے ہے، جو ۵۸۶ء تا ۶۱۱ء کے دوران لکھی گئی۔

[۴] تاریخ الفی احمد بن نصراللہ متوطن ٹھٹھہ کی ہے، زمانہ تالیف ۱۰۰۰ھ، یہ برصغیر میں مغلِ اعظم اکبر کی سلطنت کا عہد ہے۔

اس رسالہ کا تعارف اس کے دیباچہ کی تحریر کے مطابق یوں ہے، کہ بوعلی سینا کے شاگردوں میں سے ایک فاضل ابونصر محمد بن عبدالرحیم نسوی نے ۴۷۳ھ میں خیام سے دوسوال پوچھے تھے:

(۱) خدانے یہ دنیا خصوصاً انسان کو کیوں بنایا؟ (۲) انسان کو عبادت بجالانے کا مکلّف کیوں ٹھہرایا؟

انہی سوالوں کے جواب میں یہ رسالہ تالیف ہوا، کونؔ سے پہلے سوال، اور تکلیف سے دوسرے سوال کی طرف اشارہ ہے، خیام نے جواب میں جو تمہید باندھی ہے اس میں لکھا ہے ''تمام فلسفہ کا نچوڑ صرف تین سوالات ہیں، انّیت، ماھیت، لمّیت، انیت یعنی ہستی و موجودات کا کیا واقعی وجود ہے؟ ماھیت یعنی اگر خارج میں موجود اور وجود ہے تو کیا ہے یعنی اس کی حقیقت و اصلیت کیا ہے؟ لمّیت یعنی سلسلہ موجودات کیوں ہے؟ اس کی غرض و غایت اور اس کا مقصد کیا ہے؟ [۱]

(۷)...... رسالہ موضوع علمِ کلّی: وجود (ھستی، موجودات، سلسلہ کائنات، واجب الوجود، یعنی خالق جل وعلا اور ممکن الوجود یعنی اللہ کے ماسوا تمام مخلوقات علوی و سفلی) کے مسئلہ پر خیام کے دو رسالوں کا ذکر ملتا ہے، ایک فارسی میں اور ایک عربی میں، یہ رسالہ وجود کہ مسئلہ پر ان دو میں سے ایک ہے، رسالے کا یہ نام مصر کے مطبوعہ نسخہ پر ہے، جس کا ابھی پیچھے ذکر ہوا ہے، (کہ مصر کے ایک فاضل رئیس کی لائبریری میں چند فلسفیانہ رسائل کے مجموعہ میں خیام کے بعض رسائل تھے، جو مصر سے شائع ہوئے)

(۸)...... رسالہ فی الوجود: بیہقی اور شہرزوری دونوں نے خیام کی تصانیف کے زمرے میں ''رسالہ فی الوجود'' کا ذکر کیا ہے، وجود کے مسئلہ پر یہ خیام کا دوسرا رسالہ ہے جو کہ فارسی میں ہے، سید صاحب کو یہ رسالہ لندن کے برٹش میوزیم کے کتب خانہ میں فراہم ہوا تھا، جہاں سے انہوں نے اس کا عکس (کاپی) لیا تھا، یہ مختصر رسالہ ہے جس میں مسئلہ وجود (سلسلہ موجودات، کائنات) کی فلسفیانہ بحث ہے، اس میں سات فصلیں ہیں، جن میں قدیم فلاسفہ اور یونانی حکماء کے طرز و اسلوب اور فرسودہ اصطلاحات میں

---

[۱] فلاسفہ و حکماء کے انہی گورکھ دھندوں، دماغ سوزیوں، اور معمہ و چیستانوں سے گھبرا کر حافظ شیرازی کہہ اٹھے تھے۔

حدیث مطرب و مے گو و راز زمانہ کمتر جو کس نہ کشود و نہ کشائد بحکمت ایں معمہ را

کہ جام و صراحی اور یار کے قد و گیسو کی بات کر، زمانے کے راز اور ھستی و موجودات کہ کنہ میں نہ الجھ، کہ کوئی آج تک عقل و فکر اور فلسفیانہ دلائل کے زور پر اس معمے کو حل نہیں کر سکا ہے۔

یہی بات غالباً اکبر نے یوں کی ہے۔

فلسفی کو بحث میں خدا ملتا نہیں ڈور تو سلجھا رہا ہے سرا ملتا نہیں

ہر چند کے فلسفی کی چناں و چنیں رہی مگر خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

الٰہیات اور امور عامہ کے مباحث ہیں، مثلاً جوہر، جسم، عقل، نفس، افلاک، عناصر اربعہ، موالیدِ ثلاثہ، علت معلول، ادراک، کلیات خمسہ، اعراض، واجب الوجود، ممکن، ممتنع و محال، جوہر اور عرض کے آثار و خصائص پر منطقی و معقولی بحثیں ہیں۔ رسالہ کی ساتویں اور آخری فصل میں اس وقت کے اربابِ علم و دانش کے چارہ گروہ، متکلمین، حکماء (فلاسفہ)، صوفیا، اور اسماعیلیہ (باطنیہ) کے اصول، طریقہ کار، اور مسلک و ذوق پر مختصر تبصرہ ہے، سید صاحب کی دور بینی بلکہ خورد بینی نظر نے اس رسالہ سے خیام کے عقیدہ و نظریہ کی دو بنیادوں کا سراغ لگایا ہے، ایک تو وہی ہے جو بوعلی سینا، فارابی، اور دیگر مسلمان حکماء کے ہاں بھی ہمیں ملتا ہے، کہ یہ لوگ فلسفہ کی دیگر شاخوں کی طرح الٰہیات میں بھی یونانی بے دین و مشرک فلاسفہ کے مقلد اور پیروکار ہیں۔ [1] اللہ تعالیٰ امام غزالی، مولائے رومی، ابنِ عربی، شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ کی قبروں کو نور سے بھر دے، جنہوں نے اپنے اپنے عہد میں اس یونانی فلسفہ کے سحر کو توڑا، اور شریعتِ اسلامیہ سے اس کا ٹکراؤ و تصادم واضح کیا، اور مسلمان فلاسفہ جو یونانیوں کے حلقہ بگوش اور ترجمان بنے ہوئے تھے ان کی گمراہی کو واضح کیا۔

دوسرے یہ کہ عمر خیام فلسفہ و حکمت کی سنگلاخ وادیوں میں مدت العمر آوارہ سرگرداں رہ کر بھی ذہنی آسودگی، قلبی طمانیت، روحانی سکون، اور یقین محکم کے جوہر مقصود کو نہ پاسکے، اس کے نتیجے میں وہ فلاسفہ و حکماء کی فلسفیانہ شعبدہ بازیوں اور متکلمین و معقولین کی مناظرانہ بحث مباحثوں اور دماغی عیاشیوں سے بدظن ہوچکے تھے، اور فلسفہ و حکمت کو، علمِ کلام کو بے ثمر و بے اثر سمجھ چکے تھے، قلبی طمانیت، ذوق یقین کی آبیاری اور روحانی جلا و بالیدگی کے لیے اب ان کی نظر تصوف اور صوفیاء کے ادارے کی طرف، ان کے طریقہ کار کی طرف، اٹھ رہی تھی، جو دماغ کی بجائے دل کو اپیل کرتے ہیں، اور عقلی لن ترانیوں و موشگافیوں کی

---

[1] یونانیوں نے عیاری و مکاری سے اپنے علم الاصنام اور شرک کے گورکھ دھندوں کو فلسفیانہ اصطلاحات میں منتقل کر کے جو حکمت و فلسفہ تشکیل دیا تھا، اور علت و معلول کا جو گھن چکر چلایا تھا، اسلامی دور کے فلاسفہ بھی بالعموم اسی کے سحر میں گرفتار رہے، کہ کائنات کا آغاز اور عالم کی ایجاد، عقول عشرہ اور افلاک و فلک الافلاک کے مرہون منت ہے، جس سے تدریج کے ساتھ سلسلہ تخلیق عقل اول سے عقل ثانی اور پھر عقل ثالث (ھلم جرا) کی طرف منتقل ہوتا رہا، یونانیوں کے شرک و الحاد کا یہی گورکھ دھندہ ہے، جس کے سحر میں اکثر مسلمان فلاسفر و حکماء اور معتزلہ وغیرہ متکلمین کے گروہ گرفتار ہوئے اور یونانیوں کے ان خرافات پر فلسفہ و حکمت کے نام سے یوں ایمان لا بیٹھے، جیسے یہ بھی کوئی وحی ہے، جو رسولوں پر آسمانوں سے اتری ہے، حالانکہ ان یونانی دیو مالائی فلسفیانہ مباحث کو تسلیم کر کے توحید و رسالت کی اسلامی بنیادوں پر قائم رہنا قریب قریب ناممکن ہے، کہ یہ یونانی فلسفیانہ علم الاصنام توحید و رسالت کی ان تعلیمات کی جڑ کاٹ پھینکتا ہے، جس سے قرآن و حدیث لبریز ہیں، اور جن پر مسلمان ایمان رکھتے ہیں۔ فتعالیٰ اللہ عما یصفون۔ محمد امجد۔

بجائے باطن کی اصلاح اور نفوس وقلوب کو رزائل سے خالی کرنے پر سارا زور لگاتے ہیں، جس کے نتیجے میں روح وقلب منور ہو کر عالم غیب سے مناسبت ویگانگت پیدا کر لیتی ہیں، اور اسے اشراق پر مبنی الہام والقائے ربانی کی روشنی عطا ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں انسان اس حیاۃ ناسوتی میں عالم بالا اور عالم لاہوت کے مشاہدات وانوار سے فیضیاب ہونا شروع ہو جاتا ہے، یہ عجیب بات ہے کہ امام غزالی جو خیام سے عمر میں چھوٹے لیکن ان کے ہم عصر ہیں اور دونوں کی باہم ملاقات بھی ثابت ہے۔ [۱]

وہ بھی اسی تجربے سے گذرے اور اسی نتیجے پر پہنچتے ہیں، جس پر خیام پہنچا، یعنی فلسفہ وحکمت، جدل و مناظرہ اور علم کلام کی عقلی پرخار وادیوں میں ایک عمر تک جادہ پیما رہ کر اور آبلہ پا ہو کر آخر العمر، متکلمین، فلاسفہ وحکماء، اور باطنیہ واسماعیلیہ، اخوان الصفا، وغیرہ عقل پرست وروشن خیال طبقات سے بیزار ہو کر صوفیاء کے دامن عاطفت میں آتے ہیں، اور صوفیاء کے طریقے کو حقیقت تک پہنچنے کا مناسب طریقہ قرار دیتے ہیں جو مشکوٰہ نبوت سے منور و مستنیر ہے۔ (جاری ہے......)

---

[۱] شہرزوری کی نزہتہ الارواح کا ایک نسخہ مولانا شبلی نعمانی مرحوم کو 1904ء میں حیدرآباد دکن میں ملا تھا، یہ نسخہ ۱۰۲۹ھ میں اس نسخے سے نقل ہوا تھا جو ۲۷ے ھ میں تبریز (ایران) میں لکھا گیا تھا، اس میں خیام اور امام غزالی کے مناظرہ کا حال بھی لکھا گیا ہے، لیکن شہرزوری سے غزالی اور خیام کے متعلق لکھنے میں اس موقع پر ایک غلطی ہوئی ہے کہ اس نے بیہقی کی عرائس النفائس کو خیام کی کتاب سمجھ کر خیام کی طرف منسوب کیا، بہرحال خود بیہقی کی تاریخ الحکماء میں غزالی اور خیام کے مناظرے کا ذکر یوں ملتا ہے:

دخل یوما علیہ الامام حجۃ الاسلام محمد الغزالی و سالہ عن تعیین جزء من اجزاء الفلک القطبیۃ دون غیرھا مع ان الفلک متشابہ الاجزاء و انا قد ذکرت ذلک فی کتاب عرائس النفائس من تصنیفی ، فاطال الامام عمر الکلام .

کہ غزالی ایک دن خیام کے پاس گئے، اور اس سے سوال کیا کہ تمام اجزائے فلکی میں سے ایک خاص جزء قطبیت (یعنی قطب شمالی یا جنوبی ہونے) کے ساتھ کیوں مخصوص ہے؟ باوجود اس کے کہ فلک بتمامہ متشابہ الاجزاء ہے؟ اور میں (بیہقی) نے یہ مسئلہ اپنی کتاب عرائس النفائس میں بیان کیا ہے تو امام عمر خیام نے جواب میں بڑی لمبی تقریر کی۔ محمد امجد۔

تذکرۂ اولیاء

مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِکرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ اور آپ کا عارفانہ کلام

سلطان باہو رحمہ اللہ 1093ھ میں شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام سلطان بایزید تھا، جو نیک صالح بزرگ قرآن پاک کے حافظ اور عالم دین شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ مغل شاہجہان کی سلطنت میں قلعہ شورکورٹ کے قلعہ دار تھے، آپ کے آباؤ واجداد ابتدائی عہد اسلامی میں ہی عرب سے نقل مکانی کر کے برصغیر میں آئے تھے، آپ نسب کے لحاظ سے اعوان تھے، آپ کا خاندان جھنگ سے پہلے پنڈ دادنخان (جہلم) میں بھی آباد رہا، ان علاقوں میں اسلام کی تبلیغ واشاعت میں آپ کے بڑوں کی کافی خدمات ہیں، بہت سے ہندو لوگ آپ کے بزرگوں کے ہاتھ پہ مشرف بہ اسلام ہوئے، یہ ہندوستان میں مغلیہ سلاطین کا عہد حکومت تھا، شاہجہان بادشاہ آپ کے والد محترم کی قدر ومنزلت کرتا تھا اور انہیں گذر بسر کے لیے جاگیر بھی دے رکھی تھی، سلوک وطریقت کی تعلیم وتربیت میں آپ کے مرشد و مربی حبیب اللہ قادری نامی بزرگ ہیں، جنہوں نے آپ کی باطنی تربیت خود بھی کی اور بعد میں اپنے استاد پیر عبدالرحمان قادری رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی آپ کو بھیجا۔

آپ کی سوانح میں آپ کی چار شادیوں کا ذکر ملتا ہے، جن سے آٹھ اولادیں ہوئیں، تصوف وطریقت کے باب میں آپ کی تصنیفی خدمات بھی بہت زیادہ ہیں، عربی فارسی میں آپ نے مسائلِ تصوف پر متعدد رسالے اور کتب لکھیں، جن میں سے چند مشہور یہ ہیں، شمس العارفین، مفتاح العارفین، محکم الفقر، عین الفقر، دیوان باہو۔

پنجابی زبان میں مسائلِ سلوک پر آپ کا منظوم کلام ''ابیاتِ باہو'' کے نام سے ہے، آپ کی پنجابی ابیات عام طور پر مشہور ہیں اور بڑی مؤثر ہیں، ان میں شریعت کے اسرار ورموز، اصلاح وتزکیہ، توحیدِ باری تعالیٰ، حقیقی ورسمی علم وعلماء اور فقر وفقراء میں امتیاز وفرق کی نشاندہی، رسمی صوفیاء وعلماء پر اظہارِ ناپسندیدگی اور ان کی رسم پرستوں پر تنقید، اصلاح کے باب میں مرشدِ کامل کی صحبت واتباع کی ضرورت واہمیت اور کامل مرشد کی مدح وستائش وغیرہ مضامین آپ کے پنجابی ابیات میں جا بجا ملتے ہیں، ۱۱۰۲ھ میں بعمر ۶۳ سال آپ کی وفات ہوئی، آپ کی ابتداءً تدفین ایک اور مقام پر ہوئی تھی، ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۵ء میں آپ کو موجودہ مقام پر

منتقل کیا گیا۔

ذیل میں آپ کے مؤثر و دل آویز پنجابی ابیات سے انتخاب اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

اللہ پڑھیوں پڑھ حافظ ھویوں نہ گیا حجابوں پردا ھُو

پڑھ پڑھ عالم حافظ ہویوں بھی، طالب ہویوں زردا ھُو

سَے ہزار کتاباں پڑھیاں، پر ظالم نفس نہ مردا ھُو

باجھ فقیراں کسے نہ ماریا، باہو، ایہو چور اندردا ھُو

مطلب.....تو نے اللہ کا بہت کچھ ورد اور وظیفہ کیا، حتی کے اللہ کا کلام بھی حفظ کر لیا، پھر بھی روح منور نہ ہوئی، اللہ سے اجنبیت کا حجاب دور نہ ہوا، علومِ ظاہری پڑھ لکھ کر بڑا عالم اور سکالر بھی بن گیا، لیکن ان علوم کے نتیجے میں خدا طلبی اور معرفتِ الٰہی حاصل ہونے کی بجائے دنیا کے مال و منال ہی کا طلبگار بنا، سینکڑوں ہزاروں علوم و فنون کی کتابیں تو نے کھنگال ڈالیں، تحقیق و تدقیق میں بازی لے گیا، لیکن تیرا نفسِ امارہ اُسی طرح بے قابو و بے لگام ہے، یہ ظالم نفس جو آستین کا سانپ اور اندر چھپا ہوا چور ہے، اسے اللہ والے سالکین و درویشوں کے علاوہ کوئی نہ مار سکا، نہ قابو کر سکا۔

ایہہ تن رب سچے دا حجرا، وچ پا فقیرا جھاتی ھُو

نہ کر منت خواج خضر دی، تیرے اندر آب حیاتی ھُو

شوق دا دیوا بال ہنیرے متاں لبھی وست گھڑاتی ھُو

مرن تھیں اگے مر رہے باہو، جنہاں حق دی رمز پچھاتی ھُو

مطلب...... یہ جسم (انسانی) اللہ تعالیٰ کی جائے قیام (تجلی گاہ) ہے، اے درویش ذرا اس میں جھانک کے دیکھ (خلوت گزیں ہو کر ذکر و فکر اور مراقبہ کر، اللہ کی تجلیوں کو اپنے من میں، اپنے دل کی گہرائیوں میں پائے گا)

تو آب حیات پانے کے لیے خواجہ خضر کی تلاش میں کہاں مارے مارے پھرتا ہے، اصل آب حیات (محبت الٰہی اور شوق آخرت کا چشمہ) تو تیرے اندر سے، تیرے من کی گہرائیوں سے پھوٹتا ہے۔

اپنے من کی تاریکیوں میں اللہ کے عشق اور شوق ملاقات کا دیا روشن کر، شائد تیری متاع گم گشتہ تجھے ہاتھ لگے اور کھویا ہوا خزانہ مل جائے (معرفت و محبت الٰہی کی دولت جو روح انسانی کے خمیر میں گندھی ہوئی ہے اور انسانی روح جب تک اسے نہ پالے اسے چین نہیں آ سکتا "**الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**")

جو طالبین راہ حق اور واصلین، بارگاہِ حق کی رمز (اللہ کی معرفت کے راز) کو پالیں وہ جیتے جی مر جاتے ہیں،

مرنے سے پہلے مردوں کی طرح ہوجاتے ہیں، یعنی ان کا نفس امارہ، نفس مطمئنہ بن جاتا ہے، نفس کی نفسانیت وشرارت ختم ہوجاتی ہے وہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے جی نہیں لگاتے، مرنے کے بعد کی حیات جاودان اور اللہ کے ساتھ ملاقات کی امید وآرزو کا ایک نشہ سا ان پر چھایا رہتا ہے۔ [1]

جے رب مِلدا، نھاتیاں دھوتیاں، تاں ملدا ڈڈواں مچھیاں ھُو

جے رب مِلدا لمیاں والاں، تاں مِلدا بھیڈاں سسیاں ھُو

جے رب راتیں جاگیاں مِلدا، تاں مِلدا کال کڑچھپاں ھُو

جے رب مِلدا اجتیاں ستیاں، تاں مِلدا دانتاں خصیاں ھُو

ایہنا گلیں رب حاصل ناہیں، باھو رب مِلدا دلا بچھیاں ھُو

مطلب......اگر اللہ تعالیٰ صرف نہانے دھونے سے ملتا تو مینڈکوں اور مچھلیوں کو ملتا، اگر رب تعالیٰ لمبے بال رکھنے سے ملتا، تو پھر بھیڑوں اور دنبیوں کو مل جاتا، اگر اللہ تعالیٰ محض رات بھر جاگنے سے ملتا، تو کال کڑچھی (ایک پرندہ کا نام جو شب بیدار ہوتی ہے) کو مل جاتا۔

اگر صرف مجرد اور چھڑا رہنے سے رب ملتا تو خصی بیلوں کو مل جاتا، محض ان مذکورہ چیزوں سے اللہ کا قرب و معرفت ہاتھ نہیں آتی جب تک باطن کی اصلاح نہ ہو اور دل کی حالت سدھر اور سنور نہ جائے۔

جس دل اسم اللہ دا چمکے عشق بھی کردا ہلّے ھُو

بھار کستوری دے چھپدے ناہیں، بھانویں رکھیے سو پلّے ھُو

---

[1] اس مفہوم کا کلام دوسرے صاحبِ دل عارفینِ حق کے ہاں بھی بکثرت ملتا ہے۔ مثلاً مرزا بیدل کا یہ شعر۔

چہ ستم است گر ہوست کشد بہ سیر سرو وسمن درآ   تو زغنچہ کم نہ دمیدہ ای درِ دل بکشا بچمن درآ

کیا ظلم ہے کہ تو دنیا کی رنگینیوں اور باغ و بہار کی دلفریبیوں میں کھو گیا، حالانکہ تو خود بھی کسی غنچہ سے کم کھلا ہوا نہیں، اپنے دل کا دروازہ کھول اور باطن کی دنیا میں باغ و بہار کے مزے لوٹ، تیرے اندر ایک سدا بہار چمن کھلا ہوا ہے۔

غالباً حافظ کی غزل کا یہ شعر بھی اسی قبیل سے ہے:

چہ خوش است با تو بزمے بنہفتہ ساز کردن   درِ خانہ بند کردن سرِ شیشہ باز کردن

تیرے ساتھ تنہائی میں محفل سجانا کیا ہی پر کیف عمل ہے، جب کمرے کا دروازہ بند کردیا جائے اور بوتل کا ڈھکن کھول دیا جائے۔

دروازہ بند کرنے سے مراد مکمل خلوت گزینی اور دل و دماغ کی یکسوئی ہے، اور بوتل کا ڈھکن کھولنے سے مراد دل میں دبی ہوئی عشق و وارفتگی کی آگ ہے، جو ایسے حسب حال مواقع پر چنگاری پکڑتی اور شرر بار ہوتی ہے، اولیاء اللہ کی جذب و کیف کی حالتیں، عشق و وارفتگی کے عالم کی دعاء و مناجات، اشعار و ابیات اور ملفوظات اسی روحانی شراب اور من کی سرمستیوں و وارفتگیوں کا خمار ہوتی ہیں، جو کتنوں کے دل کی دنیا بدل دیتی ہیں۔ اقبال کا یہ شعر بھی اسی قبیل سے ہے:

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی   میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

Iqra Gufran

انگلیں پچھے دینہہ ناہیں چھپدے، دریا نہیں رہندے ٹھلے ھُو

آسیں اوسے وچ اوہ آساں وچ باھو، یاراں یار سوتے ھُو ۱؎

مطلب......جس دل میں اللہ کا نام چمکے وہاں عشق بھی موجزن ہوتا ہے خوب جوش مارتا ہے، جہاں کستوری (قیمتی خوشبو) کے ذخیرے اور ڈھیر لگے ہوں وہ سو پردوں میں چھپانے سے نہیں چھپتی (بلکہ خوشبو پھیلتی ہے) انگلی کے پیچھے سورج نہیں چھپ سکتا اور دریا روکنے سے نہیں رکتے۔

باہو! ہمیں وصال یار کا مقام حاصل ہوگیا، محبوب حقیقی سے ہمارا سچا تعلق ہوگیا، اب ہمیں یار سے قرب ہی قرب حاصل ہے، حاصل یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق اور قرب حاصل ہو جائے وہ کتنا ہی گمنام رہے، مخلوق پر اس کا رتبہ ظاہر ہو کر ہی رہتا ہے۔

دل دریا سمندروں ڈونگے کون دلاں دیاں جانے ھُو

وچے بیڑے وچے جھیڑے، وچے ونجھ مہانے ھُو

چوداں طبق دلے دے اندر، تنبو وانگوں تانے ھُو

جو دل دا محرم ہووے باہو، سوئی رب پچھانے ھُو

مطلب......انسان کا دل دریا سمندر سے زیادہ عمیق اور گہرا ہے، کوئی کسی کے دل کا حال نہیں جانتا، دل کے سمندر کے بھی اپنے بیڑے اور طوفان اپنے چپو اور ملاح ہیں، دل کی وسعتوں کا یہ عالم ہے کہ ساتوں زمین ساتوں آسمان اس کی پنہائیوں میں خیمے کی طرح تنے ہوئے ہیں، جو دل کی وسعتوں اور گہرائیوں سے باخبر ہو جائے، روحانی دنیا کا محرم راز بن جائے وہی رب کو پا سکتا ہے، معرفت کے مقام کو پہچان سکتا ہے۔ ۲؎

۱؎ اس آخری مصرعے کا مفہوم، فارسی کے اس شعر کے مثل ہے:

من تو شدم تو من شدی — من تن شدم تو جان شدی

تا کس نہ گوید بعد ازیں — من دیگرم تو دیگری

۲؎ ایک روایت میں ہے "اللہ تعالیٰ کا زمین و آسمان احاطہ نہیں کر سکتے، مومن کا دل اللہ کو سما جاتا ہے"

مولانا رومی کے ہاں مثنوی شریف میں یہ مضمون یوں بیان ہوا ہے:

آسمان ہاست در ولایت جان — کار فرمائے آسمانِ جہاں

در رہ روح پست و بالا است — کوہ ہائے بلند و صحرا است

غیب را ابرے و بادے دیگر ہست — آسمانے آفتابے دیگر ہست

یعنی روح اور باطن کی سلطنت کے بھی اپنے آسمان ہیں، جو اس جہاں کے آسمان کی طرح ہی فعّال و کارفرما ہیں، روح کے راستے کے بھی اپنے نشیب و فراز ہیں، بلند و بالا پہاڑ اور وسیع و عریض صحراء بھی ہیں، اس غیبی عالم کی ہوا، باد و باراں، (موسم) الگ ہیں، وہاں کے افلاک، آفتاب و مہتاب اور ہیں۔

نال کسنگی سنگ نہ کریئے، کل نوں لاج نہ لایئے ھُو
تُمے، تربوز مول نہ ہوندے، توڑے توڑ مکے لے جایئے ھُو
کانواں دے بچے ھنس نہ تھیندے توڑے موتی چوگ چگایئے ھُو
کوڑے کھوہ نہ مٹھے ہوندے باھو، توڑے سے مناں کھنڈ پایئے ھُو

مطلب......کم ظرف اور کج فطرت لوگوں سے سنگت اور دوستی نہ کر، اس کا نتیجہ وانجام اچھا نہیں ہوتا، کل کو تو ندامت اٹھائے گا، بدفطرت و بدخصال لوگوں کی مثال تُمّے (حنظل ایک نہایت کڑوا پھل) کی طرح ہے، تمّے کو اگر تم مکے بھی لے جا کر پھرالاؤ تو تمہ تمہ ہی رہے گا، تربوز نہ بن جائے گا، اس کے ذائقے کی کڑواہٹ میں کوئی کمی نہ ہوگی، اسی طرح کوے کے بچے کو خالص سچے موتیوں کی چوگ کھلا کر بھی پال پوس کر بڑا کرے تو بڑے ہو کر وہ کوے ہی بنیں گے، ھنس نہ بن جائیں گے، اسی طرح کھارے پانی والے کنویں میں سینکڑوں من شکر بھی انڈیل دی جائے تو اس کا کھارا پن ختم نہ ہوگا (پیچھے سے جو پانی پھوٹ کر آئے گا کھارا ہی ہوگا)

نا رب عرش معلّٰی اُتے نہ رب خانے کعبے ھُو
نہ رب علم کتابیں لبھا نہ رب وچ محرابے ھُو
گنگا تیرتھیں مول نہ ملیا مارے پینڈے بے حسابے ھُو
جد دا مرشد پھڑیا باھو، چھٹے سب عذابے ھُو

مطلب......اللہ تعالیٰ نہ صرف عرش معلّٰی پر ہے نہ محض خانہ کعبے میں ہے، نہ ہی محض کتابی علم رب سے ملا سکا، نہ محراب میں رب کو پا سکے، نہ ہی گنگا، جمنا کا اشنان کرنے اور تیرتھ و مندر میں پوجا پاٹ کرنے سے رب کا سراغ ملا، پس جب سے مرشد کامل کا فیض صحبت نصیب ہوا ہے، خدا کے راستے کی سب مشکلات ختم ہوگئیں، اور قرب ربانی کے درجات جلدی جلدی طے ہوگئے، دل میں اخلاص اور صحیح معنوں میں اللہ کی طرف رجوع و انابت کے بغیر عبادت کی محض رسمیں بجالانے سے اور بغیر روح کے شریعت کی محض ظاہرداری نبھانے سے اللہ کے قرب ورضا کا گوہر مقصود ہاتھ نہیں آتا، دل میں اخلاص، ذوق وشوق، رغبت ومحبت پیدا ہونے میں اللہ والوں کی نظر بڑی مؤثر ہے، جو اللہ والوں سے جڑ جاتے ہیں ان سے اپنے اعمال واخلاق اور ظاہر وباطن کی اصلاح کرواتے ہیں، وہ بہت جلدی اللہ کے قرب ورضا کو پالیتے ہیں، ایمان واعمال صالحہ کی دنیوی واخروی برکات وثمرات ان کو مل جاتے ہیں، قرآن مجید کے ذیل کی آیت کے تناظر میں یہ اشعار واضح ہوتے ہیں:

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورة التوبة، آيت ۱۱۹)

ترجمہ: اے اہل ایمان ! خدا سے ڈرتے رہو اور راستبازوں کے ساتھ رہو (ترجمہ ختم)

ختم شد

صبح اور شام کے وقت پڑھنے کی دعا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام کے وقت یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

أَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، وَعَلٰى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، وَعَلٰى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰى مِلَّةِ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.

ترجمہ: ہم نے صبح کی، فطرتِ اسلام پر، کلمہ اخلاص پر، اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر جو انتہائی موحد اور مسلم تھے، اور مشرکین میں سے نہ تھے (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۳۶۳)

اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ ایک دوسری حدیث میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مذکورہ دعا صبح اور شام کے وقت پڑھنے کے لئے سکھاتے تھے (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۱۴۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صبح اور شام کے وقت مذکورہ دعا پڑھنا منقول ہے (مسند البزار، رقم الحدیث ۱۹۱۱)

Idara Ghufran

دعاؤں کو قبول کرانے والی صبح اور شام کی دعا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو کوئی صبح اور شام کے وقت یہ دعا پڑھے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ بھی مانگے گا، اللہ تعالیٰ اُسے عطا فرمائیں گے، وہ دعا یہ ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ، وَأَنْتَ تَهْدِيْنِيْ، وَأَنْتَ تُطْعِمُنِيْ، وَأَنْتَ تَسْقِيْنِيْ، وَأَنْتَ تُمِيْتُنِيْ، وَأَنْتَ تُحْيِيْنِيْ.

ترجمہ: اے اللہ! آپ نے مجھے پیدا فرمایا، اور آپ ہی مجھے ہدایت دیتے ہیں، اور آپ ہی مجھے کھلاتے ہیں، اور آپ ہی مجھے پلاتے ہیں، اور آپ ہی مجھے موت دیں گے، اور آپ ہی مجھے زندہ کریں گے (المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۱۰۲۸)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو مذکورہ حدیث سُنائی تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے یہی کلمات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے، اور وہ روزانہ سات مرتبہ یہ دعا فرماتے تھے، تو وہ اللہ عزوجل سے جو کچھ بھی مانگتے تھے، اللہ تعالیٰ اُنہیں وہ کچھ عطا فرماتے تھے (المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۱۰۲۸)

رات کوسوتے اور صبح کو اُٹھتے وقت کی دعا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی جب اپنے بستر کی طرف جاتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان اُس کی طرف لپکتے ہیں، پس فرشتہ کہتا ہے کہ بھلائی کے ساتھ (دن کا) اختتام کر، اور شیطان کہتا ہے کہ بُرائی کے ساتھ (دن کا) اختتام کر، پس اگر اُس آدمی نے اللہ کا ذکر کیا، پھر سویا تو وہ فرشتہ اُس کی رات بھر حفاظت کرتا ہے، پھر جب وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ بھلائی کے ساتھ (دن کی) ابتداء کر، اور شیطان کہتا ہے کہ بُرائی کے ساتھ (دن کی) ابتداء کر، سو اگر اُس آدمی نے یہ دُعا پڑھ لی، تو اگر وہ اپنی چارپائی پر فوت ہوگیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا، وہ دعا یہ ہے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ إِلَیَّ نَفْسِیْ وَلَمْ یُمِتْهَا فِیْ مَنَامِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُمْسِکُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا، وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَکَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ إِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُمْسِکُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَی الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ، إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَحِیْمٌ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری روح کو میری طرف لوٹایا، اور روح کو سونے کے وقت موت نہیں دی، تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے، کہ وہ اپنی جگہ سے ٹلیں نہیں، اور اگر وہ ٹل جائیں تو اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے جو اُنہیں تھام سکے، یقیناً وہ (اللہ) بہت حلیم، بہت بخشنے والا ہے۔ تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمان کو تھام رکھا ہے، کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر زمین پر نہیں گر سکتا، یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت کرنے والے، بڑے مہربان ہیں (سنن کبریٰ نسائی، رقم الحدیث ۱۰۶۲۴؛ ابن حبان؛ مسند ابی یعلیٰ)

سوتے وقت کا ایک مسنون عمل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ، نَفَثَ فِيْ كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيْعًا، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ، وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا اشْتَكٰى كَانَ يَأْمُرُنِيْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِهٖ (بخاری، رقم الحدیث ۵۷۴۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنے ہاتھوں پر **قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ** (یعنی سورہ اخلاص) اور معوذتین (یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھ کر دم کرتے، پھر ان دونوں کو اپنے چہرے پر اور جسم کے جس حصہ تک ہاتھ پہنچ سکتا، پھیر لیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو مجھے اس طرح کرنے کا حکم دیتے تھے (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ عمل تین مرتبہ کرتے تھے، اور ابتداء اپنے سر مبارک اور چہرہ اور جسم کے آگے والے حصہ سے فرماتے تھے (ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۰۵۶؛ ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۰۲)

پیارے بچو! بنتِ فاطمہ

بُری دوستی کا انجام

پیارے بچو! آج ہم آپ کو بُری دوستی اور اس کے نقصان کے بارے میں کہانی سناتے ہیں۔

بچو! آپ کو بھی دوست بنانے کا شوق ہوگا، ایسے دوست جن کے ساتھ آپ کھیلیں، اور ہنسی مذاق کریں، لیکن بچو دوست ایسے بنانے چاہئیں جو آپ کی مشکل میں مدد کریں، اور آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔

بچو! ایک دفعہ کی بات ہے کہ تین دوست تھے، وہ ریل گاڑی میں اکٹھے سفر کر رہے تھے، دوپہر کے وقت ریل گاڑی راستے میں تھوڑی دیر کے لئے رُکی، ان تینوں نے فیصلہ کیا کہ وہ جلدی سے قریب کے کسی ہوٹل سے دوپہر کا کھانا کھالیں۔

وہ تینوں ریل گاڑی سے اُتر کر قریب کے کسی ہوٹل کی تلاش میں نکلے، راستے میں انہیں ایک بہت بڑا درخت نظر آیا، جس کے نیچے ایک بڑا تھیلا پڑا ہوا تھا، اُن میں سے ایک دوست نے تھیلا اُٹھا کر کھولا تو وہ سونے کے سکوں سے بھرا ہوا تھا، اُن تینوں نے فیصلہ کیا کہ ہم اپنی منزل پر پہنچ کر اِن سونے کے سکوں کو آپس میں برابر تقسیم کرلیں گے، ان کی انہیں باتوں میں ریل گاڑی کے چلنے کا وقت ہوگیا، وہ تینوں سونے کے سکوں سے بھرا تھیلا لے کر ریل گاڑی میں بیٹھ گئے۔

جب وہ اپنی منزل پر پہنچے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے دوپہر کا کھانا نہیں کھایا، پہلے دوپہر کا کھانا کھا لیتے ہیں، پھر سونے کے سکے تقسیم کرلیں گے، یہ فیصلہ کر کے دو دوستوں نے اپنے تیسرے دوست کو کھانا لانے کے لئے بھیج دیا، اُن دونوں کی طبیعت میں لالچ پیدا ہوگیا کہ کیوں نہ ہم دونوں ہی آپس میں سکے تقسیم کرلیں، اور تیسرے دوست کو سکے نہ دینے پڑیں، اُن دونوں نے آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ جب تیسرا دوست کھانا لے کر آئے گا، تو ہم اُسے کلہاڑی سے ماردیں گے، اس طرح وہ مَر جائے گا، اور ہمیں اُسے سونے کے سکے نہیں دینے پڑیں گے۔

اُدھر تیسرا دوست جو کھانا لینے گیا ہوا تھا، اس کی طبیعت میں بھی لالچ پیدا ہوگیا، اس نے سوچا کہ اگر میں کھانے میں زہر ملادوں تو وہ دونوں مَر جائیں گے، اور سارے سونے کے سکے مجھے مل جائیں گے؛ یہ سوچ کر اس نے اپنے حصے کا کھانا کھالیا، اور اُن دونوں کے کھانے میں زہر ملا دیا۔

Idara Ghufran

جب وہ کھانا لے کر پہنچا تو اس کے دونوں دوستوں نے اسے کلہاڑی سے مار دیا، اسے مار کر وہ کھانا کھانے لگے، جب وہ کھانا کھا چکے تو اُن پر زہر کا اثر ہوا، اور وہ دونوں بھی وہیں مَر گئے، اور سونے کے سکوں سے بھرا تھیلا وہیں پڑا رہ گیا۔

بچو! آپ نے دیکھا کہ اُن تینوں دوستوں کی دوستی کتنی بُری تھی کہ لالچ میں آ کر ایک دوسرے کی جان ہی لے لی، اس لئے کہتے ہیں کہ ہمیشہ اچھے دوست بنانے چاہئیں، جو آپ کی ہمیشہ ہر مشکل میں مدد کریں، اور آپ کو کبھی نقصان نہ پہنچائیں۔

اسی وجہ سے بڑوں کی یہ نصیحت مشہور ہے کہ دوست وہ جو مصیبت میں کام آئے۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۹۵ ''اخبارِ عالم''﴾

11 /مئی: پاکستان: 290 کلومیٹر تک مار کرنے والے بیلسٹک میزائل حتف 3 غزنوی کا کامیاب تجربہ 12 /مئی: پاکستان: بلوچستان میں شہریوں کو اٹھانے کی فوٹیج مل گئی، فورسز کو اپنا احترام خود کرانا چاہئے، چیف جسٹس 13 /مئی: افغان امن کونسل کے اہم رکن مولانا ارسلان رحمانی قاتلانہ حملے میں جاں بحق 14 /مئی: پاکستان: کراچی میں فائرنگ سے معروف عالمِ دین مولانا اسلم شیخوپوری ساتھی سمیت شہید، 2 گارڈ زخمی 15 /مئی: پاکستان: کوئٹہ میں ایف سی کے قافلے پر کار بم حملہ، 2 اہلکاروں سمیت 4 افراد جاں بحق، 58 زخمی 16 /مئی: پاکستان: ای سی سی کا اجلاس، تیل قیمتیں 15 روز بعد مقرر کرنے، 4 لاکھ ٹن چینی درآمد کرنے کی منظوری 17 /مئی: پاکستان: بجلی 2.12 روپے فی یونٹ تک مزید مہنگی، اطلاق فوری ہوگا 18 /مئی: پاکستان: نوشہرہ، فضائیہ کے 2 طیارے ٹکرا گئے، 4 پائلٹ جاں بحق، ملبہ گھروں پر گرنے سے 11 افراد زخمی 19 /مئی: پاکستان: سرکاری ملازمتوں میں خواتین کے کوٹے میں 10 فیصد، عمر کی حد میں 3 سال کا اضافہ، وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظوری دے دی 20 /مئی: پاکستان: 4 برسوں کے دوران قیمتوں میں 500 سے 2 ہزار فیصد اضافہ۔

بزمِ خواتین مفتی محمد یونس

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

عدت کے احکام (قسط۴)

معزز خواتین! اس مضمون کی گذشتہ قسط میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ معتدہ خاتون (خواہ معتدۂ وفات ہو یا معتدۂ طلاق) کے لیے بنیادی درجے میں یہ حکم لازم ہے کہ وہ دورانِ عدت ہر وقت اسی گھر میں رہے کہ جس میں وہ شوہر کی وفات یا طلاق کے وقت رہتی تھی، اور بغیر کسی شرعی عذر کے وہاں سے نہ نکلے، ہاں اگر کسی خاتون کو دورانِ عدت وہاں رہنے میں کوئی مجبوری ہو یا کسی وقتی ضرورت کے لیے تھوڑی دیر کے لیے وہاں سے نکلنا پڑے تو اگر وہ مجبوری یا ضرورت شرعاً معقول و معتبر ہو تو اس کو وہاں سے کہیں اور منتقل ہونے یا تھوڑی دیر کے لیے نکلنے کی اجازت ہوگی، ورنہ نہیں۔

اب کونسی مجبوری اور ضرورت شرعی اعتبار سے معقول و معتبر ہے اور کونسی نہیں اس کا کوئی لگا بندھا قاعدہ بیان نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا جب کسی معتدہ خاتون کو کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے تو اسے کسی مستند عالم مفتی سے مسئلہ معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے، البتہ چند ایک مجبوریاں بطورِ مثال کہ ذیل میں لکھی جارہی ہیں:

معتدہ کا نان نفقہ کی غرض سے باہر نکلنا

عدتِ وفات میں عورت کو نان نفقہ (کھانا کپڑا) اور رہائش مہیا کرنا سسرال کے ذمے لازم نہیں، شوہر کے ترکہ میں سے بھی نان نفقہ لینے کا حق نہیں، ہاں اتنی بات ہے کہ مرحوم شوہر کے ترکہ میں شریعت نے بیوی کا جو حصۂ میراث (چوتھا یا آٹھواں) مقرر کیا ہے وہ اس کو ملے گا، لہٰذا بیوہ کو چاہیے کہ اگر سسرال والے خوشدلی سے اس کا نان نفقہ ادا کریں تو ٹھیک ورنہ شوہر کے ترکہ سے ملنے والے حصۂ میراث سے اپنے نان نفقہ کا انتظام کرے، اگر ترکہ سے ملنے والا حصۂ میراث ناکافی ہو اور کوئی اور شخص (مثلاً باپ، بھائی، بیٹا وغیرہ) بھی نان نفقہ مہیا نہ کرے اور نہ کسی اور طرح سے انتظام ہو سکے تو ایسی مجبوری کی صورت میں اپنے نان نفقہ کی ضرورت کی حد تک معتدہ کے لیے گھر سے باہر نکلنا جائز ہے لیکن ایسی صورت میں بھی فقط دن کے وقت نکلے رات کو اپنے گھر میں ہی رہا کرے، اور دن میں بھی کام سے فارغ ہوتے ہی واپس آجائے مزید وقت گھر سے باہر گزارنا جائز نہیں، اسی طرح رہائش کے اعتبار سے معتدہ خاتون کے لیے

اصل حکم یہ ہے کہ وہ زمانۂ عدت میں اسی گھر میں رہائش رکھے جہاں وہ شوہر کی وفات کے وقت رہا کرتی تھی پھر اگر وہ مکان اس کے شوہر کا ذاتی تھا تو اس کی وفات کے بعد اس مکان میں بیوہ کا جو شرعی حصۂ میراث بنتا ہے اگر وہ اس کے رہنے کے لیے ناکافی ہے اور دیگر ورثاء (شوہر کے والدین اولاد وغیرہ) اپنے حصے میں خوشدلی سے رکھنے کے لیے آمادہ نہیں ہیں، تو ایسی مجبوری کی صورت میں معتدہ خاتون کا کسی قریبی جگہ منتقل ہونا جائز ہے، اگر وہ مکان کرائے کا تھا تو اگر بیوہ خاتون اس کا کرایہ دینے کی استطاعت رکھتی ہے یا مالکِ مکان کی طرف سے بغیر کرایہ کے بھی اس کو رہائش رکھنے کی اجازت ہو تو وہیں عدت پوری کرنا ضروری ہے، اور اگر مالکِ مکان بلا کرایہ بیوہ کے رہنے پر رضامند نہیں، اور بیوہ کے پاس کرایہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں تو ایسی مجبوری میں بھی معتدہ خاتون کا کسی قریبی جگہ منتقل ہونا جائز ہے (ملاحظہ ہو احسن الفتاوی ج۵/ص۴۳۰ و احکام میت، ص/۲۳۷ و ۲۳۸) [۱]

دورانِ عدت خاتون کا ملازمت پر جانا

اگر کسی معتدہ خاتون کے پاس نان نفقہ کے ضروری اخراجات کا انتظام نہ ہو تو پردے کے ساتھ دن کے وقت ملازمت پر جانا جائز ہے، اور سورج غروب ہونے سے پہلے گھر واپس آنا ضروری ہے (جبکہ وہ عدتِ وفات گذار رہی ہو) اور اگر اس کے پاس نان نفقہ کا ضروری درجے میں انتظام موجود ہے تو پھر ملازمت پر جانا جائز نہیں (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۵ ص۱۴۷ بتغیر)

---

[۱] قال فی الدر:(لَا) تَجِبُ النَّفَقَةُ بِأَنْوَاعِهَا (لِمُعْتَدَّةِ مَوْتٍ مُطْلَقًا) وَلَوْ حَامِلًا(الدر المختار مع رد المحتار ج۳ص ۶۱۰)

و فیہ ایضاً: (وَلَا تَخْرُجُ مُعْتَدَّةُ رَجْعِيٍّ وَبَائِنٍ) بِأَيِّ فُرْقَةٍ كَانَتْ......(لَوْ حُرَّةً)......(مُكَلَّفَةً مِنْ بَيْتِهَا أَصْلًا) لَا لَيْلًا وَلَا نَهَارًا وَلَا إلَى صَحْنِ دَارٍ فِيهَا مَنَازِلُ لِغَيْرِهِ وَلَوْ بِإِذْنِهِ لِأَنَّهُ حَقُّ اللَّهِ تَعَالَى......(وَمُعْتَدَّةُ مَوْتٍ تَخْرُجُ فِي الْجَدِيدَيْنِ وَتَبِيتُ) أَكْثَرَ اللَّيْلِ (فِي مَنْزِلِهَا) لِأَنَّ نَفَقَتَهَا عَلَيْهَا فَتَحْتَاجُ لِلْخُرُوجِ، حَتَّى لَوْ كَانَ عِنْدَهَا كِفَايَتُهَا صَارَتْ كَالْمُطَلَّقَةِ فَلَا يَحِلُّ لَهَا الْخُرُوجُ فَتْحٌ......(وَتَعْتَدَّانِ) أَيْ مُعْتَدَّةُ طَلَاقٍ وَمَوْتٍ (فِي بَيْتٍ وَجَبَتْ فِيهِ) وَلَا يَخْرُجَانِ مِنْهُ (إلَّا أَنْ تُخْرَجَ أَوْ يَتَهَدَّمَ الْمَنْزِلُ، أَوْ تَخَافَ) انْهِدَامَهُ، أَوْ (تَلَفَ مَالِهَا، أَوْ لَا تَجِدَ كِرَاءَ الْبَيْتِ) وَنَحْوَ ذَلِكَ مِنْ الضَّرُورَاتِ فَتَخْرُجُ لِأَقْرَبِ مَوْضِعٍ إلَيْهِ.

قال العلامہ ابن عابدین:قَالَ فِي الْفَتْحِ :وَالْحَاصِلُ أَنَّ مَدَارَ حِلِّ خُرُوجِهَا بِسَبَبِ قِيَامِ شُغْلِ الْمَعِيشَةِ فَيَتَقَدَّرُ بِقَدْرِهِ، فَمَتَى انْقَضَتْ حَاجَتُهَا لَا يَحِلُّ لَهَا بَعْدَ ذَلِكَ صَرْفُ الزَّمَانِ خَارِجَ بَيْتِهَا اھ(شامی ج۳ ص۵۳۶ وما بعد)

و فیہ ایضاً: (وَ) تَجِبُ (لِمُطَلَّقَةِ الرَّجْعِيِّ وَالْبَائِنِ.....النَّفَقَةِ وَالسُّكْنَى وَالْكُسْوَةِ)

قال العلامہ ابن عابدین رحمہ اللہ:وَأَطْلَقَ فَشَمِلَ الْحَامِلَ وَغَيْرَهَا وَالْبَائِنَ بِثَلَاثٍ أَوْ أَقَلَّ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ........(قَوْلُهُ النَّفَقَةُ إلَخْ) بِالرَّفْعِ فَاعِلُ تَجِبُ (قَوْلُهُ وَالسُّكْنَى) يَلْزَمُ أَنْ تَلْزَمَ الْمَنْزِلَ الَّذِي يَسْكُنَانِ فِيهِ قَبْلَ الطَّلَاقِ قُهُسْتَانِي (شامی ج۳ ص ۶۰۹)

دورانِ عدت خاتون کا تعلیم کے لیے جانا

اگر کسی خاتون کی تعلیم حاصل کرنے کے زمانے میں ہی شادی ہوجائے اور پھر اتفاق سے اسی دوران اس کا خاوند فوت ہوجائے تو دورانِ عدت اس کا تعلیم کے حصول کے لیے کالج یا یونیورسٹی جانا جائز نہیں، اس لیے کہ عصری تعلیم کا حصول شریعت کی نظر میں کوئی ایسی مجبوری یا ضرورت نہیں جس کی بنیاد پر دورانِ عدت عورت کا گھر سے باہر جانا جائز ہو، اور جہاں تک دینی تعلیم کا تعلق ہے سو اس بارے میں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ سارے دین کا مکمل علم حاصل کرنا ہر شخص پر فرض نہیں بلکہ یہ صرف فرضِ کفایہ ہے، اور ظاہر ہے فرضِ کفایہ کی ادائیگی کے لیے کسی خاتون کا دورانِ عدت گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہوسکتا، رہا علمِ دین کے فرضِ عین درجے کا معاملہ سو اس درجے کے علم کے حصول کے لیے گھر سے باہر جانے کی ضرورت نہیں، بلکہ گھر میں رہتے ہوئے بھی مستند کتابوں کے مطالعہ کرنے سے یا مستند علماء کرام سے پوچھنے کے ذریعے سے اس درجے کا علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(جاری ہے..........)

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت اضافہ واصلاح شُدہ تیسرا ایڈیشن (صفحات: 220)

کھانے پینے کے آداب

کھانے پینے اور دعوتِ طعام کی اسلامی تعلیمات، ہدایات اور سنن وآداب؛ کھانے پینے کے شرعی وطبّی قواعد وضوابط اور فوائد ومنافع مفاسد ومضرات؛ اور علمی وتحقیقی پہلوؤں پر مدلّل بحث

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

عورتوں کا مَرد امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

آج کل ہماری بعض مساجد میں عورتوں کے لئے نماز باجماعت میں شمولیت کا انتظام کیا جاتا ہے، اور عورتوں کے لئے باپردہ طریقہ پر مَرد حضرات سے الگ تھلگ مخصوص جگہیں نماز کے لئے مقرر کی جاتی ہیں، جہاں خواتین نماز باجماعت میں شامل ہوتی ہیں، خاص طور پر جمعہ اور دیگر دینی اجتماعات کے مواقع پر خواتین شرکت کرتی ہیں، اور نماز پڑھنے کے علاوہ دینی بیانات بھی سنتی ہیں، اس کے علاوہ عیدین کے اجتماعات میں بھی شرکت کرتی ہیں، اور رمضان کے مہینہ میں تراویح کی نماز میں قرآن مجید بھی سنتی ہیں۔

اور اس طرح کا سلسلہ کراچی، لاہور وغیرہ جیسے شہروں میں اور ہندوستان میں بھی بعض علاقوں میں دینی مدارس وجامعات کے تحت مساجد میں مشہور علمائے حق کی نگرانی میں جاری ہے۔

بعض علماء اس کو ناجائز اور گناہ قرار دیتے ہیں، اور وہ اس سلسلہ میں فقہی عبارات پیش کرتے ہیں، جبکہ بعض علماء اس کو جائز قرار دیتے ہیں، اور اس کو خواتین کی اصلاح اور دینی فائدہ کا ذریعہ بتاتے ہیں، اور وہ اس کے متعلق احادیث اور صحابیات کے طرزِ عمل سے استدلال کرتے ہیں۔

آپ سے درخواست ہے کہ طرفین کے دلائل کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے متعلق مفصل ومدلل اور معتدل جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ بینوا وتوجروا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب

ہم نے اس سلسلہ میں پہلے بھی اپنے بعض رسائل ومضامین میں کچھ تحریر کیا تھا، لیکن اس وقت زیادہ تحقیق وتفصیل سے غور کرنے کا موقع نہیں ملا تھا، اور صرف متأخرین اور اکثر اُردو کتب کو سامنے رکھ کر حکم بیان کیا تھا، اب دوبارہ توجہ دِلانے پر شرعی دلائل اور فریقین کے مؤقف کا بنظرِ انصاف جائزہ لیا گیا، اور معلوم ہوا کہ اس مسئلہ کی پوری تفصیل معلوم نہ ہونے اور صرف بعض متأخرین مشائخ کی عبارات پر نظر مرکوز ہونے

کی وجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں، لہٰذا اس مسئلہ کی تفصیل معلوم ہونا ضروری ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ فی نفسہٖ عورت کا مرد کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے، اور مرد کی اقتداء میں عورت نماز پڑھے تو اس کی نماز ادا ہو جاتی ہے، بشرطیکہ عورت مرد کے ساتھ کھڑی نہ ہو، بلکہ مرد کے پیچھے کھڑی ہو۔

اس سلسلہ میں بے شمار احادیث وروایات ہیں، جن میں سے چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ فَقَالَ : قُوْمُوْا فَلِأُصَلِّيَ بِكُمْ، فَقُمْتُ إِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لَبِثَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْيَتِيْمُ مَعِيَ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا، فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ (بخاری، رقم الحديث ٨٦٠)

ترجمہ: اُن کی دادی حضرت ملیکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بلایا، جو کھانا انہوں نے تیار کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے میں سے تناول فرمایا، پھر فرمایا کہ تم کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں نماز پڑھاؤں، پھر میں کھڑا ہو کر اپنی ایک چٹائی لینے گیا، جو کہ زیادہ پرانی ہونے کی وجہ سے سیاہ ہو گئی تھی، پھر میں نے اس کو پانی سے دھویا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، اور میرے ساتھ یتیم (ضمیرہ نام کا چھوٹا بچہ) کھڑا ہوا، اور بوڑھی خاتون (یعنی اُم سلیم جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ تھیں) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں (بخاری)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ، فَقُمْتُ وَيَتِيْمٌ خَلْفَهُ وَأُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا (بخاری، رقم الحديث ٨٧١، بَابُ صَلَاةِ النِّسَاءِ خَلْفَ الرِّجَالِ)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں نماز پڑھائی، تو میں اور ایک لڑکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوئے اور اُمِ سُلَیم ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ان الفاظ میں ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ هُوَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأُمُّهُ وَخَالَتُهُ، فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ أَنَسًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ، وَأُمَّهُ وَخَالَتَهُ

خَلْفَهُمَا (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۲۲۰۶) [1]

ترجمہ: وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی والدہ اور خالہ تھیں، پھر ان سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، انس کو اپنی دائیں جانب کھڑا کیا، اور ان کی والدہ اور خالہ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا (ابنِ حبان)

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَائِشَةُ خَلْفَنَا تُصَلِّيْ مَعَنَا، وَأَنَا إِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُصَلِّيْ مَعَهٗ (نسائی، رقم الحدیث ۸۰۴، واللفظ لہٗ، مصنف عبد الرزاق، رقم الحدیث ۳۸۷۵)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں نماز پڑھی، اور حضرت عائشہ ہمارے پیچھے کھڑے ہو کر ہمارے ساتھ نماز پڑھ رہی تھیں، اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر میں کھڑے ہو کر آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا (نسائی)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ مِنْ نَوَاحِي الْمَدِيْنَةِ يُرِيْدُ الصَّلَاةَ، فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا، فَمَالَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ، فَجَمَعَ أَهْلَهٗ، فَصَلّٰى بِهِمْ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۴۶۰۱) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے مضافات سے تشریف لائے، آپ نماز پڑھنا چاہتے تھے، آپ نے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ نماز پڑھ چکے تھے، پھر آپ اپنے گھر میں تشریف لے گئے، پھر آپ نے گھر والوں کو جمع کیا، اور ان کے ساتھ نماز پڑھی (طبرانی)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ عورت کا مرد کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست اور جائز ہے۔ [3]

---

[1] فی حاشیۃ ابنِ حبان: إسنادہ صحیح علی شرط مسلم.

[2] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۱۷۷، باب فيمن جاء إلى المسجد فوجد الناس قد صلوا)

[3] (فقمت إلى حصير لنا قد اسود من طول ما لبث، فنضحته بماء، فقام رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، واليتيم معي) برفع اليتيم عطفا على الضمير المرفوع المتصل بلا فصل، واسمه: ضميرة، بضم الضاد المعجمة وسكون المثناة التحتية وبالراء، ابن سعد الحميري (والعجوز) أم سليم (من ورائنا) بكسر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَأَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ، وَقَامَتْ جَمِيْلَةُ أُمُّ وَلَدِهٖ خَلْفَنَا

(مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۳۸۷۱، بَابُ الرَّجُلِ يَؤُمُّ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ)

ترجمہ: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، تو انہوں نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا، اوران کی امِ ولد جمیلہ ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں (عبدالرزاق)

حضرت جابر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَعَطَاءٍ، قَالَا: لَا بَأْسَ بِأَنْ يَّؤُمَّ الرَّجُلُ النِّسَاءَ (عَبْدُ الرَّزَّاقِ، رقم الحديث ۵۱۲۳، بَابُ شُهُوْدِ النِّسَاءِ الْجَمَاعَةَ)

ترجمہ: امام شعبی اور حضرت عطاء (دونوں جلیل القدر تابعین) نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ مرد عورتوں کی امامت کرے (عبدالرزاق)

اور حضرت ابنِ جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: يَقُوْمُ الرَّجُلُ إِلٰى رُكْنِ الْإِمَامِ، وَالْمَرْأَتَانِ وَرَاءَ هُمَا، قُلْتُ: فَنِسْوَةٌ؟ قَالَ: وَكَذٰلِكَ أَيْضًا، اَلرَّجُلُ إِلٰى رُكْنِ الرَّجُلِ، وَالنِّسْوَةُ وَرَاءَ هُمَا

(مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۳۸۷۴، بَابُ الرَّجُلِ يَؤُمُّ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ)

ترجمہ: حضرت عطاء (جلیل القدر تابعی) نے فرمایا کہ مرد امام کے ساتھ کھڑا ہوگا، اور دو عورتیں ہوں تو وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوں گی، میں نے عرض کیا کہ اگر زیادہ عورتیں ہوں، تو حضرت عطاء نے فرمایا کہ تب بھی اسی طرح سے ایک مرد ہو تو مرد (امام) کے ساتھ کھڑا ہوگا، اور عورتیں ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوں گی (عبدالرزاق)

اور حضرت معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ قَتَادَةَ فِي الرَّجُلَيْنِ يَكُوْنُ مَعَهُمَا الْمَرْأَةُ قَالَ: يَقُوْمُ الرَّجُلُ عَنْ يَّمِيْنِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ميم: من على الأشهر على أنها حجارة، وجوز الفتح على أنها موصولة. (فصلى بنا) عليه الصلاة والسلام (ركعتين) مطابقته للجزء الأخير من الترجمة في قوله: واليتيم معي، أي في الصف. لأن اليتيم دال على الصبي إذ لا يتم بعد الاحتلام (ارشاد السارى للقسطلانى، ج۲ ص ۱۵۰، باب وضوء الصبيان، ومتى يجب عليهم الغسل والطهور؟ وحضورهم الجماعة والعيدين والجنائز وصفوفهم)

صَاحِبِهٖ، وَتَقُوْمُ الْمَرْأَةُ خَلْفَهُمَا (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۳۸۷۲)

ترجمہ: حضرت قتادہ (جلیل القدر تابعی) نے ان دو آدمیوں کے بارے میں کہ جن کے ساتھ ایک عورت ہو، فرمایا کہ مرد تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہو، اور عورت ان کے پیچھے کھڑی ہو (عبدالرزاق)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایک یا زیادہ عورتوں کا مرد کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے، جس میں تراویح کی نماز بھی داخل ہے، بشرطیکہ عورت مرد کے ساتھ کھڑی نہ ہو، بلکہ پیچھے کھڑی ہو۔

اس کے علاوہ خواتین کا نمازوں کے لیے مساجد اور عیدگاہ میں آنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو مساجد وعیدگاہ میں آنے کی اجازت دینا اور اُن کو مساجد میں آنے سے منع نہ کرنا صحیح احادیث میں مذکور وموجود ہے، جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو مسجد میں آنے کی صورت میں یہ حکم فرمادیا تھا کہ وہ باپردہ آئیں اور خوشبو لگا کر اور زیب وزینت اختیار کر کے نہ آئیں۔

مگر اس کے باوجود بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو اپنے اپنے گھروں میں رہ کر نماز پڑھنے کو زیادہ فضیلت کا باعث قرار دیا تھا۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ

(مسلم، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة، وأنها لا تخرج مطيبة؛ مسند أبي يعلى، حديث نمبر ۱۵۴)[۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندیوں (یعنی عورتوں) کو اللہ کی مساجد میں آنے سے منع نہ کرو (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ فی نفسہٖ عورتوں کو مساجد میں آنا منع نہیں ہے، اسی لئے انہیں منع کرنے سے روکا گیا ہے۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَتِ امْرَأَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلاَةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ، فَقِيْلَ لَهَا: لِمَ تَخْرُجِيْنَ وَقَدْ تَعْلَمِيْنَ أَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَيَغَارُ؟ قَالَتْ: وَمَا

---

[۱] فی حاشیة مسند ابی یعلیٰ: إسناده صحيح.

يَمْنَعُهُ أَنْ يَّنْهَانِيْ؟ قَالَ: يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ (بخاری، حدیث نمبر ۹۰۰)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ صبح اور عشاء کی نماز کے لئے مسجد کی جماعت میں حاضر ہوتی تھیں، اُن سے کہا گیا کہ آپ (نماز کے لئے گھر سے) کیوں نکلتی ہیں؟ دراں حالیکہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر اس کو مکروہ سمجھتے ہیں، اور انہیں اس پر غیرت آتی ہے، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ پھر حضرت عمر کو کون سی چیز اس بات سے روکتی ہے کہ وہ مجھے اس سے منع کریں؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منع کرتا ہے کہ تم اللہ کی بندیوں (یعنی عورتوں) کو اللہ کی مساجد سے منع نہ کرو (بخاری)

اور مسند احمد میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمُ امْرَأَتُهُ أَنْ تَأْتِيَ الْمَسْجِدَ، فَلاَ يَمْنَعُهَا. قَالَ: وَكَانَتِ امْرَأَةُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ لَهَا: إِنَّكِ لَتَعْلَمِيْنَ مَا أُحِبُّ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لاَ أَنْتَهِيْ حَتّٰى تَنْهَانِيْ قَالَ: فَطُعِنَ عُمَرُ وَإِنَّهَا لَفِي الْمَسْجِدِ (مسند احمد، رقم الحديث ۴۵۲۲) [۱]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے منع نہ کرے، اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی مسجد میں (جا کر) نماز پڑھتی تھیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ جانتی ہو کہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے، تو وہ کہنے لگیں کہ جب تک آپ مجھے منع نہیں کریں گے میں (مسجد میں) جانے سے نہیں رُکوں گی، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ان کو تاحیات حضرت عمر نے منع نہیں فرمایا، یہاں تک کہ) جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر (فجر کی نماز کے وقت مسجد میں) قاتلانہ حملہ ہوا تو یہ (یعنی اُن کی اہلیہ) مسجد میں ہی موجود تھیں (مسند احمد)

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَاتِكَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ؛ أَنَّهَا كَانَتْ تَسْتَأْذِنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ إِلَى الْمَسْجِدِ. فَيَسْكُتُ. فَتَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَأَخْرُجَنَّ،

---

[۱] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

إِلَّا أَنْ تَمْنَعَنِيْ. فَلاَ يَمْنَعُهَا (مؤطاامام مالک، رقم الحديث ٦٧٦)

ترجمہ: عاتکہ بنتِ زید بن عمرو بن نفیل جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مسجد جانے کی اجازت لیتی تھیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو جاتے تھے، پھر وہ کہتی تھیں کہ اللہ کی قسم! میں تو ضرور جاؤں گی مگر یہ کہ آپ مجھے منع کر دیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کو منع نہیں کرتے تھے (موطامالک)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے خلیفۂ راشد اور جلیلُ القدر صحابی اگر چہ خواتین کے مسجد میں جانے کو پسند نہیں فرماتے تھے، بلکہ گھر میں نماز پڑھنے کو پسند فرماتے تھے، کیونکہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی زیادہ فضیلت بیان فرمائی تھی، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ ''خواتین کو مساجد میں جانے سے منع نہ کرو'' منع نہیں فرماتے تھے، اور آپ تا حیات اسی پر عمل پیرا رہے۔

حضرت بلال بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُظُوْظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ، إِذَا اسْتَأْذَنُوْكُمْ فَقَالَ بِلَالٌ : وَاللّٰهِ، لَنَمْنَعُهُنَّ . فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ: أَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ أَنْتَ: لَنَمْنَعُهُنَّ

(مسلم، حديث نمبر ۴۴۲، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة، وأنها لا تخرج مطيبة)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عورتوں کو مساجد سے اُن کے حقوق سے منع نہ کرو، جب وہ تم سے اجازت طلب کریں، تو بلال نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم ان کو (مساجد سے) ضرور منع کریں گے، جس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ تم عورتوں کو منع نہ کرو) اور آپ کہتے ہیں کہ ہم ضرور ان کو منع کریں گے (بیٹے کے اس طرزِ عمل پر ناراضگی کا اظہار کیا) (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فی نفسہٖ عورتوں کا مساجد سے حق وابستہ ہے، لہٰذا ان کو فی نفسہٖ مساجد سے منع نہیں کرنا چاہئے۔

اور حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا قَالَ : فَقَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ : وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ، قَالَ : فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ : فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ : أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ (مسلم، حديث نمبر ۴۴۲، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة، وأنها لا تخرج مطيبة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو جب وہ تم سے اس کی اجازت طلب کریں، حضرت سالم کہتے ہیں کہ (ان کے بھائی) بلال بن عبداللہ نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم ان کو (مساجد سے) ضرور منع کریں گے، جس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اتنا بُرا بھلا کہا کہ میں نے اس طرح کا بُرا بھلا کہنا آپ سے کسی اور کے لئے کبھی نہیں سُنا، اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دیتا ہوں (کہ تم عورتوں کو مساجد سے منع نہ کرو) اور آپ (اس کے مقابلہ میں) کہتے ہیں کہ ہم ان کو ضرور منع کریں گے (مسلم)

فرض نماز کی طرح بعض شرائط کے ساتھ خواتین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت وحکم سے عید کی نماز اور خطبہ کے لیے عیدگاہ میں آنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے، جس کا ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا۔

چنانچہ حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى، اَلْعَوَاتِقَ، وَالْحُيَّضَ، وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ، وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ، قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَا يَكُوْنُ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ : لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا (مسلم، حديث نمبر ۸۹۰، كتاب صلاة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء فى العيدين إلى المصلى وشهود الخطبة، مفارقات للرجال،، واللفظ لهٔ، سنن الترمذى، حديث نمبر ۵۳۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم عورتوں کو عید الفطر وعید الاضحیٰ کے

لئے نکالیں، بالغ لڑکیوں کو بھی، اور حیض والی اور پردہ نشین عورتوں کو بھی، جہاں تک کہ حائضہ عورتوں کا تعلق ہے، تو وہ نماز سے علیٰحدہ رہ کر خیر اور مسلمانوں کی دعوت (یعنی وعظ وخطبہ وغیرہ) میں حاضر ہوں، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے جس کے پاس (پردہ کرنے کے لیے بڑی) چادر نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا کہ اس کی بہن کو چاہئے کہ اپنی (پردہ والی) چادر اس کو پہنا دے (مسلم)

حضرت حفصہ بنتِ سیرین کی سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ ۱

خیر اور مسلمانوں کی دعوت سے مراد خطبہ اور وعظ وتذکیر ہے۔ ۲

یہ واقعہ کئی سندوں سے مروی ہے، اور چونکہ عیدگاہ میں عورتوں کے لئے مَردوں سے الگ باپردہ انتظام کیا جاتا تھا، اس لئے بعض اوقات عورتوں کو خطبہ کی آواز نہیں پہنچتی تھی، اس لئے ان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات الگ سے وعظ فرمایا، جس کا بعض روایات میں ذکر پایا جاتا ہے۔ ۳

---

۱ عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ :كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ فِي العِيدَيْنِ، فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ، فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ، فَحَدَّثَتْ عَنْ أُخْتِهَا، وَكَانَ زَوْجُ أُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً، وَكَانَتْ أُخْتِي مَعَهُ فِي سِتٍّ، قَالَتْ :كُنَّا نُدَاوِي الكَلْمَى، وَنَقُومُ عَلَى المَرْضَى، فَسَأَلَتْ أُخْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَعَلَى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لاَ تَخْرُجَ؟ قَالَ :لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الخَيْرَ وَدَعْوَةَ المُسْلِمِينَ ، فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ، سَأَلْتُهَا أَسَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ :بِأَبِي، نَعَمْ، وَكَانَتْ لاَ تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ :بِأَبِي، سَمِعْتُهُ يَقُولُ :يَخْرُجُ العَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الخُدُورِ، أَوِ العَوَاتِقُ ذَوَاتُ الخُدُورِ، وَالحُيَّضُ، وَلْيَشْهَدْنَ الخَيْرَ، وَدَعْوَةَ المُؤْمِنِينَ، وَيَعْتَزِلُ الحُيَّضُ المُصَلَّى، قَالَتْ حَفْصَةُ :فَقُلْتُ الحُيَّضُ، فَقَالَتْ :أَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ، وَكَذَا وَكَذَا(بخاری، حدیث نمبر ۳۲۴)

۲ قوله :(وليشهدن الخير) أى :وليحضرن مجالس الخير كسماع الحديث وعيادة المريض .قوله: (ودعوة المسلمين) ، كالاجتماع لصلاة الاستسقاء .وفى رواية :(ودعوة المؤمنين) ، وهى رواية الكشميهنى(عمدة القارى، ج۳ص۳۰۴، كتاب الحيض،باب شهود الحائض العيدين ودعوة المسلمين ويعتزلن المصلى) والمراد بالدعوة :الكلمات الدعائية التى فى خلال الخطبة(فيض البارى شرح البخارى، كتاب الحيض،باب شهود الحائض العيدين ودعوة المسلمين، ويعتزلن المصلى)

۳ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعْ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ، وَبِلَالٌ يَأْخُذُ فِيْ طَرَفِ ثَوْبِهٖ(بخارى، حديث نمبر ۹۸، عن ابن عباس، كتاب العلم، باب عظة الإمام النساء وتعليمهن)

فكان النساء بعيدا من الرجال .ألا ترى أنه -عليه الصلاة والسلام -لما أن فرغ من خطبته وصلاته جاء إلى النساء فوعظهن وذكرهن، فلو كن قريبا لسمعن الخطبة ولما احتجن إلى تذكيره لهن بعد الخطبة (المدخل لابنِ الحاج، ج۲ ص۲۸۳، فصل فى خروج الإمام إلى صلاة العيدين)

جس سے معلوم ہوا کہ خواتین کو عید کی نماز میں شریک کرنے کا ایک مقصد وعظ و تبلیغ بھی تھا، اور اس میں بوڑھی خواتین کے علاوہ نوجوان، پردہ نشین خواتین کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریک فرمایا۔

حضرت عائشہ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی سند سے بھی خواتین کے عیدگاہ میں آنے کی احادیث و روایات مروی ہیں۔ [1]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کئی جلیل القدر صحابۂ کرام (حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہ) اور تابعین (حضرت علقمہ، حضرت اسود وغیرہ) سے بھی خواتین کے عید کی نماز کے لیے آنے کا جواز و ثبوت ملتا ہے۔ [2]

---

[1] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، شَهِدْتُ العِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى قَبْلَ الخُطْبَةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ :وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ :فَأَتَى النِّسَاءَ، فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الفَتَخَ وَالخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلاَلٍ(بخارى، حديث نمبر ۵۸۸۰)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ " :قَدْ كَانَتْ تَخْرُجُ الْكَعَابُ مِنْ خِدْرِهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِيدَيْنِ(مسند أحمد، حديث نمبر ۲۵۵۱۲)

فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره .على :وهو الواسطى -وإن كان ضعيفاً -متابع، وباقى رجاله ثقات رجال الشيخين إلا أن أبا قلابة -وهو عبد الله بن زيد الجَرْمى -لم يسمع من عائشة.

قال الهيثمى: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، ج۲ ص۲۰۰ ،باب الخروج إلى العيد)

عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ :(كَوَاعِبُ) قَالَ :نَوَاهِدُ(مُصنف ابن أبى شيبة، حديث نمبر ۵۸۳۹، مَنْ رَخَّصَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْعِيدَيْن)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ " :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَأْمُرُ بَنَاتَهُ وَنِسَاءَهُ أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيدَيْنِ (مسنداحمد، حديث نمبر ۲۰۵۴)

فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، حجاج -وهو ابن أرطاة -مدلس وقد عنعن، وباقى رجاله ثقات رجال الشيخين.

[2] عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ ، قَالَ :قَالَ أَبُو بَكْرٍ :حَقٌّ عَلَى كُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ الْخُرُوجُ إِلَى الْعِيدَيْنِ(مُصنف ابن أبى شيبة، حديث نمبر ۵۸۳۵، مَنْ رَخَّصَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْعِيدَيْن)

عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ :حقٌّ عَلَى كُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْعِيدَيْنِ ، وَلَمْ يَكُنْ يُرَخِّصُ لَهُنَّ فِي شَيْءٍ مِنَ الْخُرُوجِ إِلَّا إِلَى الْعِيدَيْنِ(مُصنف ابن أبى شيبة، حديث نمبر ۵۸۳۶، مَنْ رَخَّصَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْعِيدَيْن)

عَنْ نَافِعٍ ، قَالَ :كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يُخْرِجُ إِلَى الْعِيدَيْنِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْ أَهْلِهِ(مُصنف ابن أبى شيبة، حديث نمبر ۵۸۳۷، مَنْ رَخَّصَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْعِيدَيْن)

عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ ، قَالَ :قَالَتْ عَائِشَةُ :قَدْ كَانَتِ الْكِعَابُ تَخْرُجُ لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ خِدْرِهَا فِي الْفِطْرِ وَالأَضْحَى(مُصنف ابن أبى شيبة، حديث نمبر ۵۸۳۸، مَنْ رَخَّصَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْعِيدَيْن)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ ؛ أَنَّ عَلْقَمَةَ ، وَالأَسْوَدَ كَانَا يُخْرِجَانِ نِسَاءَهُمَا فِي الْعِيدَيْنِ ، وَيَمْنَعُونَهُنَّ مِنَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن ایک تو احادیث میں جہاں ایک طرف خواتین کو نماز کے لئے مساجد میں آنے کی اجازت اور منع نہ کرنا ثابت ہے، اسی کے ساتھ صحیح احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواتین کو مساجد کے مقابلہ میں اپنے گھروں میں رہ کر نماز پڑھنے کی ترغیب دینا اور فضیلت بیان فرمانا مذکور ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَ کُمُ الْمَسَاجِدَ، وَبُیُوْتُھُنَّ خَیْرٌ لَّھُنَّ (سنن أبی داود، حدیث نمبر ۵۶۷؛ مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۷۵۵) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی عورتوں کو مساجد سے منع نہ کرو، البتہ اُن کے گھر اُن کے لئے زیادہ بہتر ہیں (ابوداؤد؛ حاکم)

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہٗ قَالَ: خَیْرُ مَسَاجِدِ النِّسَآءِ قَعْرُ بُیُوْتِھِنَّ (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۶۵۴۲؛ صحیح ابنِ خزیمة، رقم الحدیث ۱۶۸۳؛ السنن الکبریٰ للبیھقی، رقم الحدیث ۵۳۶۰؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۵۶؛ مسند شھاب قضاعی، رقم الحدیث ۱۱۵۷) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کی سب سے بہترین مساجد ان کے اندرونی گھر ہیں (مسند احمد)

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْجُمُعَةِ(مُصنف ابن أبی شیبة، حدیث نمبر ۵۸۴۰، مَنْ رَخَّصَ فِی خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَی الْعِیدَیْن)

عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ ، قَالَ :إِنْ کَانَتِ امْرَأَةُ أَبِی مَیْسَرَةَ لَتَخْرُجَ إِلَی الْعِیدِ(مُصنف ابن أبی شیبة، حدیث نمبر ۵۸۴۱، مَنْ رَخَّصَ فِی خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَی الْعِیدَیْن)

عَنْ إِبْرَاهِیمَ ، قَالَ :کَانَ لِعَلْقَمَةَ امْرَأَةٌ قَدْ خَلَتْ فِی السِّنِّ تَخْرُجُ إِلَی الْعِیدَیْنِ(مُصنف ابن أبی شیبة، حدیث نمبر ۵۸۴۲، مَنْ رَخَّصَ فِی خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَی الْعِیدَیْن)

[1] قال الحاکم: هَذَا حَدِیثٌ صَحِیحٌ عَلَی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ، فَقَدِ احْتَجَّا جَمِیعًا بِالْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، وَقَدْ صَحَّ سَمَاعُ حَبِیبٍ مِنِ ابْنِ عُمَرَ، وَلَمْ یُخَرِّجَا فِیهِ الزِّیَادَةَ وَبُیُوتُهُنَّ خَیْرٌ لَهُنَّ وَشَاهِدُهُ.

وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرطهما.

[2] فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن بشواهده.

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِيْ حُجْرَتِهَا خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِهَا فِيْ دَارِهَا وَصَلَاتُهَا فِيْ دَارِهَا خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِهَا خَارِجٌ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۹۱۰۱) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی وہ نماز جو اس کے کمرہ میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو دالان میں ہو، اور اس کی وہ نماز جو دالان میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو گھر کے صحن میں ہو اور اس کی وہ نماز جو گھر کے صحن میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو گھر سے باہر (مسجد وغیرہ میں) ہو (طبرانی)

اسی قسم کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۲]

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِّنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِيْ مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِّنْ صَلَاتِهَا فِيْ بَيْتِهَا (ابوداؤد، رقم الحديث ۵۷۰، باب مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ؛ مستدرک حاکم حديث نمبر ۷۵۷؛ السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ۵۳۶۱؛ الاوسط لابن المنذر، رقم الحديث ۲۰۸۲ باختصار) [۳]

ترجمہ: عورت کی اپنے گھر کے اندر والے حصہ میں نماز پڑھنا افضل ہے، اس کے دالان میں نماز پڑھنے سے، اور عورت کا اندر والی کوٹھری میں نماز پڑھنا کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے (ابوداؤد)

اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[۱] قال المنذرى: رواه الطبرانى فى الأوسط بإسناد جيد (الترغيب والترهيب ج ۱ ص ۱۴۱)

[۲] قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَأَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِهَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي حُجْرَتِهَا، وَلَأَنْ تُصَلِّيَ فِي حُجْرَتِهَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الدَّارِ، وَأَنْ تُصَلِّيَ فِي الدَّارِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ (شعب الإيمان، حديث نمبر ۷۴۳۵)

قال الألبانى: قلت :و لكنه شاهد لا بأس به لحديث عائشة ، فالحديث حسن بمجموعهما .و له شاهد آخر من حديث أم حميد امرأة أبى حميد الساعدى مرفوعا بنحوه ، و له عنها طريقان يقوى أحدهما الآخر كما بينته فى "تخريج الترغيب "، فالحديث به صحيح (السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۱۴۲)

[۳] قال الحاكم :هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَقَدِ احْتَجَّا جَمِيعًا بِالْمُوَرِّقِ بْنِ مُشَمْرِجٍ الْعِجْلِيِّ (حواله بالا) وقال الذهبى فى التلخيص: على شرطهما.

Idara Ghufran

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ أَحَبَّ صَلَاةٍ تُصَلِّيهَا الْمَرْأَةُ إِلَى اللّٰهِ فِي أَشَدِّ مَكَانٍ فِي بَيْتِهَا ظُلْمَةً (صحيح ابن خزيمة، حديث نمبر ۱۶۹۱، بَابُ اخْتِيَارِ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ فِي أَشَدِّ مَكَانٍ مِنْ بَيْتِهَا ظُلْمَةً) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ نماز ہے، جو وہ اپنے گھر کے زیادہ اندھیرے (اور پردہ) والے حصہ میں پڑھتی ہے (ابنِ خزیمہ)

اسی قسم کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۲

اور حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ صَلاةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِّنْ صَلاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا، وَصَلاتُهَا فِيْ حُجْرَتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِهَا فِيْ دَارِهَا، وَصَلاتُهَا فِيْ دَارِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِهَا فِيْمَا سِوَاهُ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا خَرَجَتْ تَشَرَّفَ لَهَا الشَّيْطَانُ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۴۸۲) ۳

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورت کا اپنے گھر کے اندر والے حصہ میں نماز پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، بنسبت گھر کے دالان میں نماز پڑھنے سے، اور عورت کا گھر کے دالان میں نماز پڑھنا افضل ہے گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے، اور عورت کا اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھنا افضل ہے، گھر کے علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھنے سے۔

پھر فرمایا کہ: بے شک عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے (طبرانی)

اور حضرت ابو عمرو شیبانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

سَمِعْتُ رَبَّ هٰذِهِ الدَّارِ، يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ حَلَفَ فَبَالَغَ فِي الْيَمِيْنِ مَا صَلَّتِ امْرَأَةٌ صَلاَةً أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ صَلاةٍ فِيْ بَيْتِهَا إِلَّا فِيْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ ، إِلَّا امْرَأَةٌ قَدْ أَيِسَتْ مِنَ الْبُعُوْلَةِ (مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ۷۷۰۱؛ المعجم الكبير

---

۱ قال الألبانی :حسن بما بعده.

۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ أَحَبَّ صَلَاةٍ تُصَلِّيهَا الْمَرْأَةُ إِلَى اللّٰهِ أَنْ تُصَلِّيَ فِي أَشَدِّ مَكَانٍ مِنْ بَيْتِهَا ظُلْمَةً (صحيح ابن خزيمة، حديث نمبر ۱۶۹۲، بَابُ اخْتِيَارِ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ فِي أَشَدِّ مَكَانٍ مِنْ بَيْتِهَا ظُلْمَةً)

قال الألبانی: حسن بما قبله.

۳ قال الهيثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ .(مجمع الزوائد ج۲ ص۳۴)

Idara Ghufran

للطبرانی، حدیث نمبر ۹۴۷۳) ۱؎

ترجمہ: میں نے اس گھر کے مالک یعنی ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے سُنا، جنہوں نے بہت مضبوط طریقے سے قسم اُٹھا کر فرمایا کہ کسی عورت کا نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کو اُس نماز سے زیادہ پسند نہیں ہے، جو وہ اپنے گھر میں پڑھے، سِوائے حج یا عمرہ کے، مگر وہ عورت جو کہ (عمر کی وجہ سے) زوجیت سے مایوس ہو چکی ہو (ابنِ ابی شیبہ)

یعنی بہت بوڑھی عورت کے حق میں مساجد میں نماز پڑھنے میں کوئی ناپسندیدگی والی بات نہیں پائی جاتی۔

حضرت عبداللہ بن سوید انصاری اپنی پھوپھی اُمِ حمید جو کہ ابوحمید ساعدی کی بیوی ہیں، اُن سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلَاةَ مَعِيْ وَصَلَاتُكِ فِيْ بَيْتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِكِ فِيْ دَارِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ دَارِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِيْ قَالَ فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِيْ أَقْصٰى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ فَكَانَتْ تُصَلِّيْ فِيْهِ حَتّٰى لَقِيَتْ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۰۹۰؛ صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۲۲۱۷، باب ذكر البيان بأن صلاة المرأة كلما كانت أستر كان أعظم لأجرها؛ صحيح ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۱۶۸۹) ۲؎

ترجمہ: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق رکھتی ہو، مگر تمہاری وہ نماز جو اندرونی کوٹھری میں ہو اس نماز

۱؎ قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير ورجاله موثقون (مجمع الزوائد، ج۲ ص۳۵، باب خروج النساء إلى المساجد وغير ذلك وصلاتهن في بيوتهن وصلاتهن في المسجد)

۲؎ في حاشية مسند احمد: حديث حسن.

قال الهيثمي: رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ وَوَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۱۰۶، ج۲ ص۳۴)

وفي حاشية ابنِ حبان: حديث قوي.

سے بہتر ہے جو کمرہ میں ہو اور تمہاری وہ نماز جو کمرہ میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو گھر کے احاطہ میں ہو اور تمہاری وہ نماز جو گھر کے احاطہ میں ہو، اُس نماز سے بہتر ہے جو محلّہ کی مسجد میں ہو، اور تمہاری وہ نماز جو محلّہ کی مسجد میں ہو اُس نماز سے بہتر ہے جو میری مسجد (یعنی میرے پیچھے مسجد نبوی) میں ہو، چنانچہ (حضرت اُمِّ حمید رضی اللہ عنہا نے گھر والوں کو) کہہ کر اپنے کمرے کے کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا، نماز پڑھنے کی جگہ بنوائی، وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملیں (مسند احمد)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ اِمْرَأَةً سَأَلَتْهُ عَنِ الصَّلاَةِ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ صَلاتُكِ فِيْ مَخْدَعِكِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِكِ فِيْ بَيْتِكِ وَصَلاتُكِ فِيْ بَيْتِكِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ وَصَلاتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ۷۶۹۷)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک عورت نے جمعہ کے دن مسجد میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا، تو اس کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ تمہارا اپنے گھر کی اندر والی کوٹھری میں نماز پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، گھر کے کمرے میں نماز پڑھنے سے، اور تمہارا گھر کے کمرے میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے گھر کے دالان میں نماز پڑھنے سے، اور تمہارا گھر کے دالان میں نماز پڑھنا افضل ہے، تمہاری اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے (ابنِ ابی شیبہ)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ عورت کی زیادہ پردے والی نماز افضل ہے، اور اسی وجہ سے اُسے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، بنسبت مساجد وغیرہ میں جا کر نماز پڑھنے کے۔ [1]

---

[1] صلاة المرأة فى بيتها أى الداخلانى لكمال سترها أفضل من صلاتها فى حجرتها أى صحن الدار قال ابن الملك أراد بالحجرة ما تكون أبواب البيوت إليها وهى أدنى حالا من البيت وصلاتها فى مخدعها بضم الميم وتفتح وتكسر مع فتح الدال فى الكل وهو البيت الصغير الذى يكون داخل البيت الكبير يحفظ فيه الأمتعة النفيسة من الخدع وهو اخفاء الشىء أى فى خزانتها أفضل من صلاتها فى بيتها لأن مبنى أمرها على التستر (مرقاة، كتاب الصلاة، باب الجماعة)

وإنما كانت صلاتها فى مخدعها أفضل من صلاتها فى بيتها ومن صلاتها فى حجرتها ، لأنها أستر لها، وأمنع لها من نظر الناس، ومَبْنى حالهن على الستر ما أمكن (شرح ابى داوٗد للعينى ، بَاب:فى خروج النساء إلى المَسجد)

غرضیکہ کئی احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں بھی عورتوں کو عام حالات میں اپنے گھروں میں رہتے ہوئے نماز پڑھنے کی زیادہ فضیلت بیان فرمائی تھی۔

دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی اور سرپرستی اور صحابہ وصحابیات کے انتہائی تقوے اور خیر القرون کے پاکیزہ اور مقدس زمانے کے باوجود، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے مساجد میں آنے اور جانے کے متعلق سخت شرائط عائد فرمائی تھیں، تاکہ ہر قسم کے فتنوں کا سدِّ باب رہے، مثلاً یہ کہ وہ مَردوں کے آمدورفت والے دروازے سے نہ آئیں جائیں، اور مکمل پردے کے ساتھ آئیں، اور نظروں کی حفاظت رکھیں، اور بن سنور کر زیور وغیرہ سے آراستہ ہوکر اور مزین لباس پہن کر اور خوشبو وغیرہ لگا کر نہ آئیں اور مَردوں کے اٹھنے سے پہلے اٹھ کر چلی جائیں وغیرہ وغیرہ۔ ۱

---

۱ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ، فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الغَلَسِ(بخاری، حدیث نمبر ۸۶۷)

عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ :إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ(مستخرج أبی عوانةحدیث نمبر۱۰۹۵)

(فتنصرف النساء) : أی :اللاتی یصلین معه وكن فی ذلک الزمن علی أعلی غایة الصیانة، فما كان یتطرق إلیهن ولا بهن فتنة ألبتة، ولما حدثت الفتن لهن وبهن منعهن العلماء من ذلک، ولقد قالت عائشة :لو علم النبی صلی الله علیه وسلم ما أحدث النساء بعده لمنعهن المساجد كما منعت نساء بنی إسرائیل (ملتفعات) :بالنصب علی الحالیة أی :مستترات وجوههن وأبدانهن .قال الطیبی :التلفع شدة اللفاع وهو ما یغطی الوجه ویتلحف به (بمروطهن) : المرط :بالكسر كساء من صوف أو خز یؤتزر به، وقیل :الجلباب، وقیل: الملحفة (ما یعرفن) : ما :نافیة أی ما یعرفهن أحد، وفی روایة للبخاری، ولا یعرف بعضهن بعضا (من الغلس) : من :ابتدائیة بمعنی لأجل قاله الطیبی، والغلس :ظلمة آخر اللیل، ثم إنه یستعمل علی الاتساع فیما بقی منه بعد الصباح، وقیل :من غلس المسجد أی :من أجل ظلمته وعدم إسفاره؛ لأنه ما كان یظهر النور فیه إلا بطلوع الشمس(مرقاة المفاتیح، ج۲ص۵۳۰، كتاب الصلاة،باب المواقیت،باب تعجیل الصلوات)

أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهَا :أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ المَكْتُوبَةِ، قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللَّهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَامَ الرِّجَالُ (بخاری، حدیث نمبر ۸۶۶)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ، وَيَمْكُثُ هُوَ فِي مَقَامِهِ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ، قَالَ :نَرَى -وَاللَّهُ أَعْلَمُ- أَنَّ ذَلِكَ كَانَ لِكَيْ يَنْصَرِفَ النِّسَاءُ، قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ (بخاری، حدیث نمبر ۸۷۰)

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ":خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ الْمُقَدَّمُ، وَشَرُّهَا الْمُؤَخَّرُ، وَشَرُّ صُفُوفِ النِّسَاءِ الْمُقَدَّمُ، وَخَيْرُهَا الْمُؤَخَّرُ"، ثُمَّ قَالَ ":يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، إِذَا سَجَدَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فرض اور عید کی نماز کے علاوہ خواتین کا حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں تراویح کے لئے آنا اور ان حضرات کا خواتین کی تراویح کے لئے مستقل مرد امام کے طور پر مقرر کرنا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، أَمَرَ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِيْ حَثْمَةَ أَنْ يَؤُمَّ النِّسَاءَ فِيْ مُؤَخِّرِ الْمَسْجِدِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ (عَبْدُ الرَّزَّاقِ، رقم الحديث ۵۱۲۴)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو رمضان کے مہینہ میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الرِّجَالُ فَاغْضُضْنَ أَبْصَارَكُنَّ، لَا تَرَيْنَ عَوْرَاتِ الرِّجَالِ مِنْ ضِيقِ الْأُزُرِ (مسنداحمدحديث نمبر ۱۴۱۲۳)

فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن فی المتابعات والشواهد.

عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةَ، كَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَطَيَّبْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ (مسلم، باب إذا شهدت المرأة العشاء فلا تمسّ طيبًا)

عَنْ زَيْنَبَ، امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ، قَالَتْ :قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا (مسلم، باب إذا شهدت المرأة العشاء فلا تمسّ طيبًا؛ صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۲۱۲، ذِكْرُ الشَّرْطِ الثَّالِثِ الَّذِی أُبِيحَ مَجِیءُ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ بِهِ)

فی حاشية ابن حبان: اسناده حسن.

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ (مسلم، باب إذا شهدت المرأة العشاء فلا تمسّ طيبًا)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ" :لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ، وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۲۱۱)

فی حاشية ابن حبان: إسناده حسن

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ، وَلَكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ(سنن أبی داود، حديث نمبر ۵۶۵)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللهِ الْمَسَاجِدَ، وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ(مسند أحمد، حديث نمبر ۲۱۶۷۴)

فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ، قَالَ نَافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ، حَتَّى مَاتَ، وَقَالَ غَيْرُ عَبْدِ الْوَارِثِ :قَالَ عُمَرُ :وَهُوَ أَصَحُّ(سنن أبی داود،بَابٌ فِی اعْتِزَالِ النِّسَاءِ فِی الْمَسَاجِدِ عَنِ الرِّجَالِ، حديث نمبر ۴۶۲)

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، كَانَ يَنْهَى أَنْ يُدْخَلَ مِنْ بَابِ النِّسَاءِ(سنن أبی داود،بَابٌ فِی اعْتِزَالِ النِّسَاءِ فِی الْمَسَاجِدِ عَنِ الرِّجَالِ، حديث نمبر ۴۶۴)

مسجد کے پچھلے حصہ میں عورتوں کی امامت کے لئے حکم فرمایا (عبدالرزاق)

اورحضرت ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

جَعَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلنَّاسِ قَارِئَيْنِ فِيْ رَمَضَانَ ، فَكَانَ أُبَيٌّ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ، وَابْنُ أَبِيْ حَثْمَةَ يُصَلِّيْ بِالنِّسَاءِ (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۶۲۰۵)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لئے رمضان کے مہینہ میں دو قاری مقرر فرمائے، حضرت اُبی مَردوں کو نماز پڑھاتے تھے، اور ابنِ ابی حثمہ عورتوں کو نماز پڑھاتے تھے (عبدالرزاق)

اورحضرت عرفجہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَأْمُرُ النَّاسَ بِالْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَيَجْعَلُ لِلرِّجَالِ إِمَامًا وَلِلنِّسَاءِ إِمَامًا " قَالَ: فَأَمَرَنِيْ فَأَمَمْتُ النِّسَاءَ (عَبْدُ الرَّزَّاق، رقم الحدیث ۵۱۲۵، ؛ ورقم الحدیث ۷۷۲۲؛ مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۶۲۰۸؛ شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۳۰۰۳؛ السنن الکبری، للبیهقی، رقم الحدیث ۴۲۷۷)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو رمضان کے مہینہ میں قیام (یعنی تراویح) کا حکم فرماتے تھے، اور مَردوں کے لئے امام مقرر فرماتے تھے، اور عورتوں کے لئے بھی امام مقرر فرماتے تھے، حضرت عرفجہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے عورتوں کی امامت کا حکم فرمایا (عبدالرزاق)

معلوم ہوا کہ جس طرح مخصوص شرائط کے ساتھ خواتین کو فرض نماز کے لئے مساجد میں آنا جائز ہے، اسی طرح تراویح کے لئے بھی جائز ہے، اور عید کی نماز کے لئے بھی، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ آپ کے خلفائے راشدین سے بھی ثابت ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ یہ اجازت ہر قسم کے فتنوں سے حفاظت کا انتظام اور سدِ باب ہونے کی صورت میں ہے، یہی وجہ ہے کہ بعد میں بعض صحابہ وتابعین نے حالات کی تبدیلی کو دیکھتے ہوئے خواتین کے نماز کے لیے مساجد میں آنے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ،

وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ "قَالَتْ عَائِشَةُ " :وَلَوْ رَأٰى حَالَهُنَّ الْيَوْمَ مَنَعَهُنَّ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۴۰۶؛ ابو داؤد، حديث نمبر ۵۶۵) ۱؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے منع نہ کرو، اور عورتوں کو چاہئے کہ وہ بن سنور کر (اور مزیَّن ہوکر) نہ نکلیں، حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اگر آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حالت کو دیکھ لیتے، تو ان کو منع فرمادیتے (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی مَااَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَامُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ (مسلم، حديث نمبر ۴۴۵، كتاب الصلاة، باب منع نساء بنى اسرائيل المسجد، و اللفظ لهٗ ؛ بخارى، حديث نمبر ۸۶۹؛ ابو داؤد، حديث نمبر ۵۶۹؛ مسند احمد، حديث نمبر ۲۵۹۸۲)

ترجمہ: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حالات کو دیکھ لیتے جو (آپ کے بعد) عورتوں نے پیدا کردیئے ہیں تو عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرمادیتے، جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کردیا گیا تھا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایات میں ہے کہ وہ عورتوں کو جمعہ کے دن مسجد میں آنے سے منع فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ ۲؎

۱؎ فى حاشية مسند احمد: مرفوعة صحيح لغيره، وقول عائشة :ولو رأى حالَهنَّ اليوم ...صحيح، وهذا إسناد فيه عبد الرحمن بنُ أبى الرجال، وثَّقَهُ ابنُ معين والدارقطنى، لكن سئل عنه أبو داود فقال :أحاديثُ عمرةَ يجعلُها كلَّها عن عائشة .وذكره ابنُ حبان فى "الثقات"، وقال :ربما أخطأ .وقال سعيد بن عمرو البرذعى :قلت لأبى زرعة الرازى :حارثة وعبد الرحمن ابنا أبى الرجال؟ فقال :عبد الرحمن أشبه، وحارثة واهى، وعبد الرحمن أيضاً يرفع أشياء لا يرفعها غيره .وبقية رجال الإسناد يقال رجال الصحيح .الحكم: هو ابنُ موسى القنطَرى، وعمرة :هى عَمْرَةُ بنت عبد الرحمن الأنصارية والدة أبى الرجال .وأخرجه إسحاق بن راهوية 1751)) من طريق حارثة بن أبى الرجال، عن عمرة، بهذا الإسناد، وحارثة ضعيف، كما سلف .ويشهد له حديثُ ابن عمر السالف برقم 4522)) بلفظ" :إذا استأذَنَتْ أحدَكم امرأتُه أن تأتىَ إلى المسجد، فلا يَمْنَعها ."وإسناده صحِيح على شرط الشيخين.

۲؎ عَنْ أَبِى عَمْرٍو الشَّيْبَانِىِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ :كَانَ يَطْرُدُ النِّسَاءَ مِنَ الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَقُولُ :صَلِّينَ فِى بُيُوتِكُنَّ (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۹۴۷۷؛ مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۵۲۰۱؛ مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۷۶۹۹)

قال الهيثمى: رَوَاهُ الطَّبَرَانِىُّ فِى الْكَبِيرِ وَرِجَالُهُ مُوَثَّقُونَ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۱۱۹)

Idara Ghufran

فقہائے کرام نے بھی فتنوں سے حفاظت اور سدِ باب کے لئے اپنے اپنے اجتہاد کی روشنی میں عورتوں کو مساجد میں آنے کے لئے مخصوص شرائط ذکر فرمائی ہیں۔ ۱

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بوڑھی عورتوں کو فجر اور عشاء کی نماز میں اور امام ابو یوسف اور امام محمد نے تمام نمازوں میں حاضری کی اجازت دی ہے، اور جوان عورتوں کے لئے مکروہ و ناپسند قرار دیا ہے۔ ۲

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو گھروں میں رہ کر نماز پڑھنا افضل اور زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔ اور احادیث میں کیونکہ صراحتاً فی نفسہٖ عورتوں کو مساجد میں آنے سے منع نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے

---

۱ وهل شهودهنّ للجماعة مندوب أو مباح فقط؟ قال محمد بن جرير الطبرى إطلاق الخروج لهن إلى المساجد إباحة لا ندب ولا فرض، وفرق بعضهم بين الشابة والعجوز وفيه إباحة خروج النساء لمصالحهنّ، لكن فرق بعض المالكية وغيرهم بين الشابة وغيرها .وأجيب بأنها إذا كانت مستترة غير متزينة ولا متعطرة حصل الأمن عليها، ولا سيما إذا كان ذلک بالليل.وقال أبو حنيفة رحمه الله :أكره للنساء شهود الجمعة، وأرخص للعجوز أن تشهد العشاء والفجر، وأما غيرهما من الصلوات فلا.وقال أبو يوسف رحمه الله :لا بأس أن تخرج العجائز فى الكل، وأكره للشابة (ارشاد السارى، ج۲، ص ۱۵۱، و۱۵۲، باب خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالْغَلَسِ)

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ) هَذَا وَشَبَهُهُ مِنْ أَحَادِيثِ الْبَابِ ظَاهِرٌ فِي أَنَّهَا لَا تُمْنَعُ الْمَسْجِدَ لَكِنْ بِشُرُوطٍ ذَكَرَهَا الْعُلَمَاءُ مَأْخُوذَةً مِنَ الأحاديث وهو أن لا تَكُونَ مُتَطَيِّبَةً وَلَا مُتَزَيِّنَةً وَلَا ذَاتَ خَلَاخِلَ يُسْمَعُ صَوْتُهَا وَلَا ثِيَابٍ فَاخِرَةٍ وَلَا مُخْتَلِطَةً بِالرِّجَالِ وَلَا شَابَّةً وَنَحْوَهَا مِمَّنْ يُفْتَتَنُ بِهَا وَأَنْ لَا يَكُونَ فِي الطَّرِيقِ مَا يَخَافُ بِهِ مَفْسَدَةً وَنَحْوَهَا وَهَذَا النَّهْيُ عَنْ مَنْعِهِنَّ مِنَ الْخُرُوجِ مَحْمُولٌ عَلَى كَرَاهَةِ التَّنْزِيهِ إِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ ذَاتَ زَوْجٍ أَوْ سَيِّدٍ وَوُجِدَتِ الشُّرُوطُ الْمَذْكُورَةُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا زَوْجٌ وَلَا سَيِّدٌ حَرُمَ الْمَنْعُ إِذَا وُجِدَتِ الشُّرُوطُ (شرح النووى على مسلم، ج۴، ص ۱۶۱، باب خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ)

۲ قَالَ ثَمَّةَ أَيْضاً: وَلَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ خُرُوجُ الْعِيْدَيْنِ وَكَانَ تُرَخَّصُ لَهُنَّ فِيْ ذٰلِکَ قَالَ : وَقَالَ أَبُوْحَنِيْفَةَ: فَأَمَّا الْيَوْمَ فَاِنِّيْ أَكْرَهُ لَهُنَّ ذٰلِکَ وَأَكْرَهُ لَهُنَّ شُهُوْدَ الْجُمُعَةِ وَصَلَاةَ الْمَكْتُوْبَةِ وَإِنَّمَا أُرَخِّصُ لِلْعَجُوْزِ الْكَبِيْرَةِ أَنْ تَشْهَدَ الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ وَالْعِيْدَيْنِ .وَقَالَ أَبُوْيُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ: يُرَخَّصُ لِلْعَجُوْزِ فِيْ حُضُوْرِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا،وَفِي الْكُسُوْفِ وَالْاِسْتِسْقَاءِ (المحيط البرهانى لابن مازة البخارى، ج۲ص ۱۰۱،۱۰۲، كتاب الصلاة،الفصل السادس والعشرون فى صلاة العيدين، دارالكتب العلمية، بيروت)

وَأَمَّا الْعَجَائِزُ فَلَا خِلَافَ فِيْ أَنَّهُ يُرَخَّصُ لَهُنَّ الْخُرُوْجُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالْعِيْدَيْنِ، وَاخْتَلَفُوْا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْجُمُعَةِ قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ: لَا يُرَخَّصُ لَهُنَّ فِيْ ذٰلِکَ وَقَالَ أَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ يُرَخَّصُ لَهُنَّ فِيْ ذٰلِکَ .... وَأَمَّا صَلَاةُ الْعِيْدِ فَإِنَّهَا تُؤَدّٰى فِي الْجَبَّانَةِ فَيُمْكِنُهَا أَنْ تَعْتَزِلَ نَاحِيَةً عَنِ الرِّجَالِ كَيْ لَا تُصْدَمَ فَرَخَّصَ لَهُنَّ الْخُرُوْجَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ثُمَّ هٰذَا الْخِلَافُ فِي الرُّخْصَةِ وَالْإِبَاحَةِ فَأَمَّا لَا خِلَافَ فِيْ أَنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ لَا يَخْرُجْنَ فِيْ صَلَاةٍ لِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِيْ دَارِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ مَسْجِدِهَا، وَصَلَاتُهَا فِيْ بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ دَارِهَا، وَصَلَاتُهَا فِيْ مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ بَيْتِهَا (بدائع الصنائع، ج ۱، صفحه ۲۷۵،كتاب الصلاة، فصل صلاة العيدين، دارالكتب العلمية، بيروت)

احادیث کے مطابق اصل مؤقف تو یہی ہے کہ فی نفسہٖ عورتوں کا پردے وغیرہ کی مکمل شرائط کرتے ہوئے نماز کے لئے آنا جائز ہے، اس کو ناجائز قرار دینا درست نہیں، البتہ گھر میں نماز پڑھنے کی افضلیت کو ترک کرنے کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی قرار دیا جاسکتا ہے، جس کا نتیجہ ومآل اولیٰ وافضل کا ترک کرنا ہے۔ [1]

اور بعد کے بعض مشائخ نے فتنہ وفساد پائے جانے کی وجہ سے اگرچہ مطلقاً مساجد میں آنے سے منع فرمادیا ہے، لیکن اُن کا یہ منع فرمانا شرائط کی پابندی نہ کرنے اور اس کے نتیجہ میں فتنے لازم آنے کی وجہ سے ہے، اور بالفاظِ دیگر منہی لغیرہٖ کے طور پر ہے۔

لہٰذا خواتین کو مساجد میں اور دیگر مقامات پر فرض نماز اور تراویح یا عید کی نماز کے لئے تاکید بیان کرنا وترغیب دینا درست نہیں ہے، بلکہ اُن کو گھروں میں ہی نماز پڑھنے کی ترغیب دینی چاہئے، لیکن اگر کوئی عورت آنا چاہے، بالخصوص جبکہ وہ بے پردہ ہوکر اور خوشبو لگا کر اور زیب وزینت اختیار کرکے نہ نکلے اور بالاخص جبکہ وہ بوڑھی عورت ہو، اور جس جگہ وہ خاتون نماز ادا کرے، وہ جگہ بھی باپردہ اور ہر قسم کے فتنوں سے مامون ومحفوظ ہو، تو احادیث کی روشنی میں اس کی گنجائش موجود ہے۔

اس کے باوجود بھی کسی کا اس پر نکیر کرنا اور ہر حال میں عورتوں کے مساجد میں آنے کو گناہ قرار دینا ان

---

[1] فقہائے احناف نے کراہت کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں، ایک تحریمی اور دوسری تنزیہی۔
اور جہاں اطلاق ہو وہاں دلائل پر نظر کرکے تعیین کی جاتی ہے، اور پردہ وغیرہ کی شرائط پائی جانے میں زیادہ سے زیادہ ترکِ اولیٰ پایا جاتا ہے، جس کی کہ خواتین کے لئے زیادہ فضیلت ہے، اور وہ گھر میں نماز پڑھنا ہے۔

مطلب فی تعریف المکروہ، وأنہ قد یطلق علی الحرام والمکروہ تحریما وتنزیہا .(قولہ :ومکروہہ) ہو ضد المحبوب؛ قد یطلق علی الحرام کقول القدوری فی مختصرہ :ومن صلی الظہر فی منزلہ یوم الجمعة قبل صلاة الإمام ولا عذر لہ کرہ لہ ذلک .وعلی المکروہ تحریما :وہو ما کان إلی الحرام أقرب، ویسمیہ محمد حراما ظنیا .وعلی المکروہ تنزیہا :وہو ما کان ترکہ أولی من فعلہ، ویرادف خلاف الأولی کما قدمناہ.وفی البحر :من مکروہات الصلاة المکروہ فی ہذا الباب نوعان :أحدہما ما کرہ تحریما، وہو المحمل عند إطلاقہم الکراہة کما فی زکاة فتح القدیر، وذکر أنہ فی رتبة الواجب لا یثبت إلا بما یثبت بہ الواجب یعنی بالظنی الثبوت .ثانیہما المکروہ تنزیہا، ومرجعہ إلی ما ترکہ أولی، وکثیرا ما یطلقونہ کما فی شرح المنیة، فحینئذ إذا ذکروا مکروہا فلا بد من النظر فی دلیلہ، فإن کان نہیا ظنیا یحکم بکراہة التحریم إلا لصارف للنہی عن التحریم إلی الندب، فإن لم یکن الدلیل نہیا بل کان مفیدا للترک الغیر الجازم فہی تنزیہیة .اہـ . (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱، و۱۳۲، کتاب الطہارة، سنن الوضوء)

(قولہ :ومن منہیاتہ) یشمل المکروہ تنزیہا فإنہ منہی عنہ اصطلاحا حقیقة کما قدمناہ عن التحریر آنفا، فافہم (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۳، کتاب الطہارة، سنن الوضوء)

احادیث کی مخالفت کرنا کہلائے گا، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو مساجد میں آنے کی اجازت دی، اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے منع کرنے والے پر سخت برہمی کا اظہار فرمایا۔ [1]

علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں انتہائی جامع اور معتدل فیصلہ فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ ابْنُ دَقِيْقِ الْعِيْدِ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَامٌّ فِي النِّسَاءِ إِلَّا أَنَّ الْفُقَهَاءَ خَصُّوْهُ بِشُرُوْطٍ مِنْهَا أَنْ لَا تَتَطَيَّبَ وَهُوَ فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ قُلْتُ هُوَ بِفَتْحِ الْمُثَنَّاةِ وَكَسْرِ الْفَاءِ أَيْ غَيْرَ مُتَطَيِّبَاتٍ وَيُقَالُ اِمْرَأَةٌ تَفِلَةٌ إِذَا كَانَتْ مُتَغَيِّرَةَ الرِّيْحِ وَهُوَ عِنْدَ أَبِيْ دَاوٗدَ وَبْنِ خُزَيْمَةَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَة وَعِنْدَ بْنِ حَبَّانَ مِنْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَوَّلُهٗ لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلِمُسْلِمٍ مِنْ حَدِيْثِ زَيْنَبَ امْرَأَةِ بْنِ مَسْعُوْدٍ إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّنَّ طِيْبًا اِنْتَهٰى قَالَ وَيَلْحَقُ بِالطِّيْبِ مَا فِي مَعْنَاهُ لِأَنَّ سَبَبَ الْمَنْعِ مِنْهُ مَا فِيْهِ مِنْ تَحْرِيْكِ دَاعِيَةِ الشَّهْوَةِ كَحُسْنِ الْمَلْبَسِ وَالْحُلِيِّ الَّذِيْ يَظْهَرُ وَالزِّيْنَةِ الْفَاخِرَةِ وَكَذَا الْاِخْتِلَاطُ بِالرِّجَالِ وَفَرَّقَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْفُقَهَاءِ الْمَالِكِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ بَيْنَ الشَّابَّةِ وَغَيْرِهَا وَفِيْهِ نَظَرٌ إِلَّا إِنْ أُخِذَ الْخَوْفُ عَلَيْهَا مِنْ جِهَتِهَا لِأَنَّهَا إِذَا عَرِيَتْ مِمَّا ذُكِرَ وَكَانَتْ مُسْتَتِرَةً حَصَلَ الْأَمْنُ عَلَيْهَا وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانَ ذٰلِكَ بِاللَّيْلِ وَقَدْ وَرَدَ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَغَيْرِهٖ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ صَلَاةَ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي الْمَسْجِد...... وَوَجْهُ كَوْنِ صَلَاتِهَا فِي الْإِخْفَاءِ أَفْضَلَ تَحَقُّقُ الْأَمْنِ فِيْهِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَيَتَأَكَّدُ ذٰلِكَ بَعْدَ وُجُوْدِ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ مِنَ التَّبَرُّجِ وَالزِّيْنَةِ وَمِنْ ثَمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا قَالَتْ وَتَمَسَّكَ بَعْضُهُمْ بِقَوْلِ عَائِشَةَ فِي مَنْعِ النِّسَاءِ مُطْلَقًا وَفِيْهِ نَظَرٌ إِذْ لَا يَتَرَتَّبُ عَلٰى ذٰلِكَ تَغَيُّرُ الْحُكْمِ لِأَنَّهَا عَلَّقَتْهُ عَلٰى شَرْطٍ لَمْ يُوْجَدْ بِنَاءً عَلٰى ظَنٍّ ظَنَّتْهُ فَقَالَتْ لَوْ رَأٰى

---

[1] كَانَتِ امْرَأَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالعِشَاءِ فِي الجَمَاعَةِ فِي المَسْجِدِ، فَقِيلَ لَهَا: لِمَ تَخْرُجِينَ وَقَدْ تَعْلَمِينَ أَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذَلِكَ وَيَغَارُ؟ قَالَتْ: وَمَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْهَانِي؟ قَالَ: يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ (بخاری، حدیث نمبر ۹۰۰)

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا قَالَ: فَقَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: وَاللهِ لَنَمْنَعُهُنَّ، قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ: فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ ": أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ: وَاللهِ لَنَمْنَعُهُنَّ (مسلم، حدیث نمبر ۴۴۲، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة، وأنها لا تخرج مطيبة)

Idara Ghufran

لَمَنَعَ فَيُقَالُ عَلَيْهِ لَمْ يَرَ وَلَمْ يَمْنَعْ فَاسْتَمَرَّ الْحُكْمُ حَتّٰى أَنَّ عَائِشَةَ لَمْ تُصَرِّحْ بِالْمَنْعِ وَإِنْ كَانَ كَلَامُهَا يُشْعِرُ بِأَنَّهَا كَانَتْ تَرَى الْمَنْعَ وَأَيْضًا فَقَدْ عَلِمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مَا سَيُحْدِثْنَ فَمَا أَوْحٰى إِلٰى نَبِيِّهِ بِمَنْعِهِنَّ وَلَوْ كَانَ مَا أَحْدَثْنَ يَسْتَلْزِمُ مَنْعَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ لَكَانَ مَنْعُهُنَّ مِنْ غَيْرِهَا كَالْأَسْوَاقِ أَوْلٰى وَأَيْضًا فَالْإِحْدَاثُ إِنَّمَا وَقَعَ مِنْ بَعْضِ النِّسَاءِ لَا مِنْ جَمِيْعِهِنَّ فَإِنْ تَعَيَّنَ الْمَنْعُ فَلْيَكُنْ لِمَنْ أَحْدَثَتْ وَالْأَوْلٰى أَنْ يُنْظَرَ إِلٰى مَا يُخْشٰى مِنْهُ الْفَسَادُ فَيُجْتَنَبُ لِإِشَارَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ذٰلِكَ بِمَنْعِ التَّطَيُّبِ وَالزِّيْنَةِ وَكَذٰلِكَ التَّقَيُّدُ بِاللَّيْلِ كَمَا سَبَقَ (فتح الباری لابن حجر، ج ۲، ص ۳۴۹، قَوْلُهٗ بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالْغَلَسِ)

ترجمہ: ابنِ دقیق العید نے فرمایا کہ یہ حدیث عورتوں کے (مساجد میں آنے کی اجازت کے) حق میں عام ہے، مگر فقہاء نے اس کو چند شرائط کے ساتھ خاص کیا ہے، ایک یہ کہ وہ خوشبو نہ لگائے، جس کا بعض روایت میں ذکر ہے کہ عورتیں ''تفلات'' ہوکر نکلیں، یعنی خوشبو لگائے بغیر نکلیں، اور ابوداؤد اور ابنِ خزیمہ میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے، اور ابنِ حبان میں حضرت زید بن خالد کی حدیث ہے، جس کے شروع میں یہ ہے کہ تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو، اور مسلم میں حضرت زینب، ابنِ مسعود کی اہلیہ کی حدیث ہے کہ جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آئے، تو وہ خوشبو ہرگز نہ لگائے، ابنِ دقیق العید کا کلام ختم ہوا۔

انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ خوشبو کے حکم میں وہ چیزیں بھی داخل ہیں، جو اس کے معنیٰ میں ہوں، اس لئے کہ خوشبو سے منع کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس میں شہوت کو دعوت دینے کی تحریک پائی جاتی ہے، جیسا کہ اچھا لباس پہننا، اور ایسا زیور پہننا جو نظر آئے (اور نامحرموں کو اس کی آواز سنائی دے) اور فخر وتفاخر والی زینت اختیار کرنا، اور اسی طرح مَردوں کے ساتھ اختلاط کا ہونا۔

اور مالکیہ اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے فقہاء نے جوان اور غیر جوان عورت میں فرق کیا ہے، مگر اس (فرق کرنے) میں تأمل ہے، اِلَّا یہ کہ جوان عورت کا خود فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو (نہ کی اس کی وجہ سے دوسروں کا)، کیونکہ جب عورت خوشبو اور زیب وزینت وغیرہ سے پاک ہوکر آئے گی، اور وہ باپردہ آئے گی، تو اس پر امن حاصل ہوجائے گا (اور فتنہ نہیں رہے گا، خواہ جوان ہی کیوں نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے عید کی نماز کے لئے

جو کہ دن کے وقت ادا کی جاتی ہے، جوان عورتوں کو پردہ کے ساتھ نکلنے کا حکم فرمایا) خاص طور پر جبکہ رات کو آئے، اور اس حدیث کی اور بعض دوسری حدیثوں کی سندوں میں یہ بات آئی ہے کہ عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، بنسبت اس کے مسجد میں نماز پڑھنے کے ....اور عورت کے چھپ کر (اپنے گھر میں) نماز پڑھنے کے زیادہ فضیلت کا باعث ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ہر قسم کے فتنہ سے حفظ وامان پایا جاتا ہے، جس کی تاکید ان چیزوں کے پائے جانے کے بعد زیادہ ہوگئی، جو عورتوں نے بے پردگی اور زیب وزینت کی شکل میں پیدا کرلی ہیں، اور اسی وجہ سے حضرت عائشہ نے اس سلسلہ میں فرمایا، جو کچھ کہ انہوں نے فرمایا، اور بعض حضرات نے حضرت عائشہ کے قول سے مطلقاً عورتوں کو مساجد میں منع کرنے کی دلیل پکڑی ہے، حالانکہ یہ بات (یعنی ہر حال میں عورت کو مساجد میں آنے سے منع کرنے کی دلیل پکڑنے) محلِ نظر ہے، کیونکہ اس پر شریعت کے حکم کا بدلنا مرتب نہیں ہوسکتا (جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو منع نہ کرنے کا حکم فرمایا) کیونکہ حضرت عائشہ نے اس کو ایسی شرط پر معلق کیا ہے، جو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) پائی نہیں گئی تھی اپنے گمان کے مطابق، اور انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے، تو منع فرمادیتے، تو اس پر کہا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا، اور منع نہیں فرمایا، تو حکم اسی طرح (منع نہ فرمانے کا) برقرار رہا، اس کے علاوہ حضرت عائشہ نے منع کرنے کی صراحت نہیں فرمائی، اگرچہ آپ کے کلام سے اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ منع سمجھتی تھیں، اور اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ اللہ سبحانہٗ کو عورتوں کے آئندہ حالات کا علم تھا، لیکن اس (یعنی اللہ تعالیٰ کو آئندہ کے حالات کا علم ہونے) کے باوجود اپنے نبی کی طرف عورتوں کو منع کرنے کی وحی نہیں بھیجی، اور اگر عورتوں کے نئی چیزیں پیدا کرنے سے ان کا مساجد سے منع کرنا لازم آتا ہے، تو ان کا مساجد کے علاوہ بازار وغیرہ (اور دوسری جگہ مثلاً تعلیم حاصل کرنے کے لئے شرعی مسافت سے کم پر جانے) سے بھی منع کرنا بدرجۂ اولیٰ لازم آتا ہے، اور ان سب باتوں کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ عورتوں نے جو کچھ بعد میں پیدا کیا، وہ بعض عورتوں کی طرف سے واقع ہوا تھا، نہ کہ سب عورتوں کی طرف سے، لہٰذا اگر (برسبیلِ تسلیم) منع کرنا ہی متعین ہو، تو صرف ان عورتوں کے لئے ہوگا، جنہوں نے یہ چیزیں پیدا

کیں، اور بہتر یہ ہے کہ ان چیزوں پر نظر کی جائے (اور حکم کا مدار ان چیزوں پر رکھا جائے) جن چیزوں سے فساد کا خوف ہوتا ہے، تو ان چیزوں سے بچنے بچانے کا اہتمام کیا جائے، جن کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا، یعنی خوشبو لگانے اور زینت اختیار کرنے سے منع کیا جائے، اور اسی طرح رات میں آنے کی قید لگائی جائے، جیسا کہ پہلے گزرا (نہ یہ کہ اس کے مقابلہ میں اپنی طرف سے منع کرنے اور روکنے کا حکم لگایا جائے) (فتح الباری)

خلاصہ یہ کہ خواتین کا فرض نماز اور تراویح کے لئے مساجد میں اور نمازِ عید کے لئے آنا فی نفسہٖ جائز ہے، اور فتنہ وفساد کی صورت میں منع ہے، لیکن بجائے اس کے کہ عورتوں کو شرائط کی طرف متوجہ کیا جائے، اور فتنوں کے سدِ باب کا انتظام واہتمام کیا جائے، بذاتِ خود خواتین کو منع کرنا یا ہر حال میں گناہ قرار دینا شریعت کے مزاج سے میل نہیں کھاتا، بالخصوص جبکہ خواتین کی احکامِ شرع سے عمومی جہالت اور دین سے دوری کا یہ عالَم ہے کہ انہیں پردہ وغیرہ کے ضروری احکام کا بھی علم نہیں، اور میڈیا وغیرہ سے جو کچھ گھر بیٹھے یا اہلِ باطل کی مجالس میں شرکت سے دین کا تصور حاصل کیا جاتا ہے، وہ خود بھیڑ کی شکل میں بھیڑیا سے کم نہیں، ان حالات میں خواتین کو دینی مجالس میں شرکت کرکے ان کو دین کے صحیح احکام کی تعلیم وترغیب بھی دی جاسکتی ہے، جو کہ خود خواتین کے لئے پردہ کی رعایت کرنے اور فتنہ وفساد سے حفاظت کا مؤثر ذریعہ ہے، اور غالباً اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ نے منع فرمانے کے بجائے خواتین کو شرائط کی طرف متوجہ فرمایا۔

ہم نے جو کچھ اس سلسلہ میں تحریر کیا، وہ فیمابینہٗ وبین اللہ دیانت داری کے ساتھ حق ودرست سمجھتے ہوئے بغیر لومۃ لائم کے شریعت کے اصل دلائل وماٰخذ کی روشنی میں ذکر کردیا ہے۔ [1]

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۳۰/ جمادی الاخریٰ/۱۴۳۳ھ 22/ مئی/ 2012ء بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی

---

[1] پھر بھی اگر کوئی صاحبِ علم اس سے متفق نہ ہوں، اور وہ مذکورہ دلائل کے بجائے بعض متأخرین مشائخ کے اس قول کو اختیار کریں، اور حجت سمجھیں، جس کی رو سے خواتین کا مطلقاً نماز کے لئے خروج مکروہ ہے، تو یہ ان کا معاملہ ہے۔
مگر ان کو یہ روا نہیں کہ جس قول کو ہم اپنے اوپر حجت نہ سمجھیں، وہ ہم کو اس کا مکلّف قرار دیں، یا جس قول کی جو ہم تاویل مناسب سمجھیں، وہ اس کے مقابلہ میں دوسری تاویل کا ہمیں مکلّف قرار دیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

اچھے اور بُرے خواب (قسط۱۱)

خواب میں تلوار کا ٹوٹنا پھر درست ہونا، گائے اور خیر کو دیکھنا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهْلِيْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ، وَرَأَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ هٰذِهٖ أَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا، فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهٗ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَرَأَيْتُ فِيْهَا أَيْضًا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ، فَإِذَا هُمُ النَّفَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ، وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِيْ آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ (مسلم، رقم الحديث ۲۲۷۲"۲۰")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (مکہ میں) خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں، جہاں کھجوریں ہیں، میرے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے، مگر وہ شہر یثرب (یعنی مدینہ منورہ) تھا، اور میں نے اپنے اس خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی، اس کی تعبیر وہ ہوئی جو مومنین کو غزوۂ احد کے دن تکلیف پہنچی (کہ عارضی طور پر ہزیمت ہوئی) پھر میں نے تلوار کو دوبارہ حرکت دی تو وہ پہلے سے زیادہ اچھی حالت میں لوٹ آئی، اس کی تعبیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح (مکہ) کی صورت میں اور مسلمانوں کے اجتماع سے ہوئی (کہ مکہ فتح ہونے کے بعد سب مسلمان جمع ہو گئے) اور اسی خواب میں میں نے گائے کو بھی (ذبح ہوتے ہوئے) دیکھا اور اللہ (کے حکم میں) خیر ہے، اس گائے کی تعبیر مسلمانوں کا غزوۂ احد میں شہید ہونا تھا، اور خیر سے مراد وہ بھلائی اور سچائی کا ثواب ہے جو اللہ نے ہمیں عطا کیا غزوۂ بدر کے بعد (مسلم)

خواب میں جنت کے اندر قرأت کی آواز سننا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: نِمْتُ، فَرَأَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّۃِ، فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِءٍ یَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ ھٰذَا؟ قَالُوْا: ھٰذَا حَارِثَۃُ بْنُ النُّعْمَانِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کَذَاکَ الْبِرُّ، کَذَاکَ الْبِرُّ، وَکَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّہٖ

(مسند أحمد، رقم الحدیث ۲۵۱۸۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو گیا، پھر میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، پھر میں نے ایک قاری کی آواز کو سنا، جو قرائت کررہے تھے، میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک سلوک (وصلہ رحمی) اسی طرح (سے ہوتی) ہے، نیک سلوک (وصلہ رحمی) اسی طرح (سے ہوتی) ہے، اور حارثہ بن نعمان اپنی ماں کے ساتھ دوسرے لوگوں سے زیادہ نیک سلوک (وصلہ رحمی) کرنے والے تھے (مسند احمد)

حضرت عائشہ کو نکاح سے پہلے خواب میں دیکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أُرِیْتُکِ فِی الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَیَالٍ، جَاءَ نِیْ بِکِ الْمَلَکُ فِیْ سَرَقَۃٍ مِنْ حَرِیْرٍ، فَیَقُوْلُ: ھٰذِہٖ امْرَأَتُکَ، فَأَکْشِفُ عَنْ وَجْھِکِ فَإِذَا أَنْتِ ھِیَ، فَأَقُوْلُ: إِنْ یَّکُ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ، یُمْضِہٖ (مسلم، رقم الحدیث ۲۴۳۸"۷۹")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے عائشہ نکاح سے پہلے) مجھے تم تین رات تک خواب میں دکھائی گئیں، ایک فرشتہ سفید ریشم کے ٹکڑے میں آپ کو میرے پاس لایا اور وہ مجھ سے کہنے لگا کہ یہ آپ کی بیوی ہے میں نے اس کا چہرہ کھولا تو وہ آپ ہی نکلیں، تو میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خواب ہے تو اسی طرح ہوگا (مسلم)

سمندری بیڑے پر جہاد کے لئے سفر کرتے ہوئے دیکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَأَطْعَمَتْهُ، ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِيْ رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ، ثُـمَّ اسْتَيْـقَـظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ، غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰـهِ، يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ، مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ، أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ،يَشُكُّ أَيَّهُمَا، قَالَ: قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، فَدَعَـا لَهَـا، ثُـمَّ وَضَـعَ رَأْسَـهُ، فَنَـامَ، ثُـمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ، غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، كَمَا قَالَ فِي الْأُوْلٰى، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، قَالَ: أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ، فَرَكِبَتْ أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ (مسلم،رقم الحديث ۱۹۱۲ "۱٦۰")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی خالہ) حضرت امِّ حرام بنتِ ملحان کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پیش کرتی تھیں اور حضرت ام حرام ،حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں، ایک دن رسول اللہ ان کے پاس تشریف لے گئے ،تو انہوں نے کھانا پیش کیا ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں مالش کرنے لگیں،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے بیدار ہوئے ،وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کو کس بات نے ہنسایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے مجھ پر کچھ لوگ اس حال میں پیش کئے گئے کہ وہ سمندر کے اوپر بادشاہوں کے تختوں پر یا ان تختوں کی طرح (یعنی بحری بیڑے پر شاہانہ انداز میں) سوار ہو کر اللہ کے راستہ میں (روم کے خلاف) جہاد کر رہے ہیں، امِ حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کر دی، پھر آپ نے اپنا سر مبارک رکھا اور سو گئے ، پھر (کچھ دیر بعد) ہنستے ہوئے بیدار ہوئے ،وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے

اللہ کے رسول! آپ کو کس بات نے ہنسایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ مجھے اللہ کے راستہ میں (قیصر کے خلاف خشکی کے راستہ پر) جہاد کرتے ہوئے دکھائے گئے، جیسا کہ پہلی دفعہ فرمایا تھا، وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کردیجئے کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کردے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو ان کے پہلے گروہ سے ہوگی، پس (اس کے بعد) امِ حرام بنتِ ملحان، حضرت معاویہ (کی ولایت اور حضرت عثمان کی خلافت) کے زمانہ میں (اپنے شوہر سمیت سمندری بیڑے پر) سمندر میں سوار ہوگئیں، جب وہ سمندر سے نکلیں (اور جہاد سے واپس تشریف لائیں) تو اپنے جانور سے گر کر انتقال کر گئیں (مسلم) (جاری ہے......)

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام   اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن   (صفحات:604)

ماہِ رمضان کے فضائل واحکام

''ماہِ رمضان'' اوراس سے متعلق فضائل واحکام، منکرات وبدعات

رمضان کے مہینہ کے فضائل واحکام، چاند کے فضائل واحکام، روزہ کے فضائل واحکام، سحری کے فضائل واحکام، افطاری کے فضائل واحکام، لیلۃُ القدر کے فضائل واحکام اوران سے متعلق رائج منکرات واصلاحات، تراویح اورمسنون اعتکاف کی فضیلت واہمیت

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

نمازِ تراویح کے فضائل واحکام

رمضانُ المبارک کے ایک اہم عمل نمازِ تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام، نمازِ تراویح اور اُس میں قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کی فضیلت واہمیت، نمازِ تراویح کی مسنون تعداد کے ثبوت پر تفصیلی دلائل اورشبہات کا ازالہ، نمازِ تراویح کی جماعت، امامت واقتداء کے احکام، تراویح کی نماز میں سجدۂ تلاوت اوررکعت میں غلطی واقع ہوجانے کے احکام، نمازِ وتر اوراس کی جماعت کے احکام

تراویح کی نماز سے متعلق اہم مسائل پر تحقیقی کلام

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران   چاہ سلطان   راولپنڈی   پاکستان

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَ بۡصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۲۳)

حضرت یوسف علیہ السلام کی بادشاہ کے دربار میں حاضری

حضرت یوسف علیہ السلام کے قید خانہ کے ساتھی نے جب بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کی بتلائی ہوئی تعبیر ذکر کی، تو بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کے علم وفضل سے بڑا متاثر ہوا، چنانچہ اس نے حکم دیا کہ حضرت یوسف کو جیل خانہ سے نکالا جائے، اور دربار میں لایا جائے، بادشاہ کا قاصد بادشاہ کا یہ پیغام لے کر جیل خانہ پہنچا۔

اب بظاہر اس کا اچھا موقع تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل خانہ کی طویل مدت سے عاجز آ گئے تھے، اور جیل سے رہائی چاہتے تھے، جب بادشاہ کا پیغام بلانے کے لئے پہنچا، تو فوراً تیار ہو کر ساتھ چل دیتے، جیسا کہ کسی کو قید سے جب رہائی ملتی ہے، تو وہ رہائی کے لئے بے تاب ہوتا ہے، مگر حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو بلند مقام عطا فرمایا تھا، اس کو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قاصد سے کہا کہ تم اپنے بادشاہ کے پاس واپس جا کر پہلے یہ دریافت کرو کہ آپ کے خیال میں ان عورتوں کا معاملہ کس طرح ہے، جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، کیا اس واقعہ میں آپ مجھے قصوروار ٹھہراتے ہیں یا نہیں؟ [۱]

---

[۱] یہاں پر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ان عورتوں کا ذکر کیا، جنہوں نے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، عزیزِ مصر کی بیوی کا نام نہیں لیا، جو اصل سبب تھی، اس میں عزیزِ مصر کے اس حق کی رعایت تھی، جو عزیز کے گھر میں پرورش پانے سے فطرتاً شریف انسان کے لئے قابلِ لحاظ ہوتا ہے۔

اور ایک بات یہ بھی پیشِ نظر تھی کہ اصل مقصود اپنی براءت کا ثبوت تھا، وہ ان عورتوں سے بھی ہوسکتا تھا، اور اس میں عورتوں کی زیادہ رسوائی نہ تھی، اگر وہ سچی بات کا اقرار کر بھی لیتیں، تو بھی صرف مشورہ دینے ہی کی مجرم ٹھہرائی جاتیں، بخلاف عزیزِ مصر کی بیوی کے کہ اس کو تحقیقات کا ہدف بنایا جاتا، تو اس کی رسوائی زیادہ تھی۔

ذکر النساء جملة ليدخل فيهن امرأة العزيز مدخل العموم بالتلويح حتى لا يقع عليها تصريح، وذلك حسن عشرة وأدب، وفى الكلام محذوف، أى فاسأله أن يتعرف ما بال النسوة .قال ابن عباس :فأرسل الملك إلى النسوة وإلى امرأة العزيز -وكان قد مات العزيز فدعاهن(تفسير القرطبى، ج۹ص۲۰۷، سورة يوسف)

ولم يصرح بذكر امراة العزيز أدبا واحتراما لها (التفسير المظهرى، ج۵ص۱۶۹، سورة يوسف)

اس میں یہ سبق بھی ملتا ہے، کہ مقتدا و پیشوا حضرات کو اپنے آپ کو تہمت سے بچانے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے ،حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف عزیزِ مصر کی بیوی اور شہر کی عورتوں نے جو نسبت کی تھی ،اس کا تقاضا یہ تھا کہ بادشاہ کی سرکردگی میں اس کا معاملہ صاف ہو، تا کہ آئندہ کے لئے کسی کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کوئی غلط خیال نہ آئے۔ ۱

اس کے ساتھ ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ میرا رب ان کے جھوٹ اور مکر وفریب کو خوب جانتا ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ بھی اس حقیقت سے واقف ہو جائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ ، فَلَمَّا جَآءَہُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْــَٔلْہُ مَا بَالُ النِّسْوَۃِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ ، اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ (سورۃ یوسف ،آیت ۵۰)

’’اور بادشاہ نے (یہ تعبیر سنتے ہی) کہا کہ اس شخص کو (فوراً) میرے پاس لے آؤ، مگر جب اس کا قاصد یوسف کے پاس پہنچا، تو آپ نے فرمایا کہ تم واپس جاؤ اپنے مالک کے پاس، اور اس سے پوچھو کہ کیا معاملہ ہے ان عورتوں کا جنہوں نے کاٹ ڈالا تھا اپنے ہاتھوں کو (تا کہ لوگوں کے سامنے اصل حقیقت کھل جائے ورنہ) میرا رب تو یقیناً ان کی مکاری کو

---

۱ وقال الملک لما رجع اليه الساقي بتأويل رؤياه وأخبره بما أفتاه يوسف -وعلم الملک فضل يوسف وان الذى قاله كائن ائتونى به فلما جاء ه يعنى يوسف الرسول للملک وقال له أجب الملک ابى يوسف ان يخرج معه حتى يظهر براء ته من تهمة الفسق وقال للرسول ارجع إلى ربک يعنى الى الملک فسئله ان يسئل ما بال يعنى اى حال النسوة اللاتى قطعن أيديهن فيه دليل على انه ينبغى ان يجتهد الرجل فى نفى التهمة عن نفسه -لا سيما من كان ممن يقتدى به (التفسير المظهرى، ج۵ص ۱۶۹، سورة يوسف)

(وقال الملک ائتونى به) أى فذهب الرسول فأخبر الملک، فقال :ائتونى به .(فلما جاء ه الرسول) أى يأمره بالخروج قال :(ارجع إلى ربک فسئله ما بال النسوة) أى حال النسوة .(اللاتى قطعن أيديهن) فأبى أن يخرج إلا أن تصح براء ته عندالملک مما قذف به، وأنه حبس بلا جرم(تفسير القرطبى،ج ۹ ص ۲۰۶، سورة يوسف)

قال ابن عطية :كان هذا الفعل من يوسف عليه السلام أناة وصبرا، وطلبا لبراءة الساحة، وذلک أنه-فيما روى -خشى أن يخرج وينال من الملک مرتبة ويسکت عن أمر ذنبه صفحا فيراه الناس بتلک العين أبدا ويقولون :هذا الذى راود امرأة مولاه، فأراد يوسف عليه السلام أن يبين براء ته، ويحقق منزلته من العفة والخير، وحينئذ يخرج للإحظاء والمنزلة(تفسير القرطبى، ج ۹ ص ۲۰۶،۲۰۷، سورة يوسف)

Idara Ghufran

خوب جانتا ہے‘‘

احادیث میں حضرت یوسف علیہ السلام کے اپنی صفائی سے پہلے جیل سے نہ نکلنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ [1] (جاری ہے.........)

---

[1] چنانچہ بخاری وترمذی کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اتنی مدت تک جیل میں رہتا، جتنا یوسف علیہ السلام رہے، اور پھر مجھے رہائی کے لئے بلایا جاتا، تو فوراً قبول کرلیتا۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ مَا لَبِثَ یُوسُفُ، ثُمَّ أَتَانِی الدَّاعِی لَأَجَبْتُهُ(بخاری، رقم الحدیث ۲۹۹۲، واللفظ لهٗ، سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۱۱۶)

اور امام طبری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ یوسف علیہ السلام کا صبر وتحمل اور مکارمِ اخلاق قابلِ تعجب ہے، جب ان سے جیل میں بادشاہ کے خواب کی تعبیر دریافت کی گئی، اگر میں ان کی جگہ ہوتا، تو تعبیر بتلانے میں یہ شرط لگاتا کہ پہلے جیل سے نکالو، پھر تعبیر بتلاؤں گا، پھر جب قاصد رہائی کا پیغام لایا، اگر میں ان کی جگہ ہوتا، تو فوراً جیل کے دروازے کی طرف چل دیتا۔

عن عمرو بن دینار ، عن عکرمة قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :لقد عجبت من یوسف وصبره وکرمه ، والله یغفر له حین سئل عن البقرات العجاف والسمان ، ولو کنت مکانه ما أخبرتهم بشیء حتی أشترط أن یخرجونی .ولقد عجبت من یوسف وصبره وکرمه، والله یغفر له حین أتاه الرسول ، ولو کنت مکانه لبادرتهم الباب ، ولکنه أراد أن یکون له العذر(تفسیر طبری، رقم الروایة،۱۹۴۰۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے طریقِ کار میں ان کے صبر وتحمل اور مکارمِ اخلاق کا عظیم الشان ثبوت ہے، اور وہ اپنی جگہ قابلِ تعریف ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طریقِ کار کو اپنی طرف منسوب فرمایا، تعلیمِ امت اور خیر خواہی کے لئے وہی مناسب اور افضل ہے، کیونکہ بادشاہوں کے مزاج کا کوئی اعتبار نہیں، اس موقع پر ایسی شرطیں لگانا یا دیر کرنا عام لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہوتا، اس میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ بادشاہ کی رائے بدل جائے، اور پھر یہ جیل کی مصیبت بدستور قائم رہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو تو رسول ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ علم بھی ہوسکتا ہے کہ اس تاخیر سے کچھ نقصان نہیں، لیکن دوسروں کو تو یہ درجہ حاصل نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج ومذاق میں عام لوگوں کا فائدہ زیادہ اہمیت کا حامل تھا، اس لئے فرمایا کہ مجھے یہ موقع ملتا، تو دیر نہ کرتا۔

فإن قیل :کیف مدح النبی صلی الله علیه وسلم یوسف بالصبر والأناة وترک المبادرة إلی الخروج، ثم هو یذهب بنفسه عن حالة قد مدح بها غیره؟ فالوجه فی ذلک أن النبی صلی الله علیه وسلم إنما أخذ لنفسه وجها آخر من الرأی، له جهة أیضا من الجودة، یقول :لو کنت أنا لبادرت بالخروج، ثم حاولت بیان عذری بعد ذلک، وذلک أن هذه القصص والنوازل هی معرضة لأن یقتدی الناس بها إلی یوم القیامة، فأراد رسول الله صلی الله علیه وسلم حمل الناس علی الأحزم من الأمور، وذلک أن تارک الحزم فی مثل هذه النازلة، التارک فرصة الخروج من مثل ذلک السجن، ربما نتج له البقاء فی سجنه، وانصرفت نفس مخرجه عنه، وإن کان یوسف، علیه السلام أمن من ذلک بعلمه من الله، فغیره من الناس لا یأمن ذلک، فالحالة التی ذهب النبی صلی الله علیه وسلم بنفسه إلیها حالة حزم، وما فعله یوسف علیه السلام صبر عظیم وجلد(تفسیر القرطبی، ج۹ص۲۰۷، سورة یوسف)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

کلونجی (Black Cumin) کے فوائد وخواص (قسط۲)

سانس کی گھٹن، جگر کی خرابی، پھوڑے پھنسیوں اوراعصابی تکالیف وغیرہ جیسی کئی بیماریوں کے لئے کلونجی کو شہد میں ملاکر استعمال کرنا مفید ہے۔

معدے کی تقویت، آنتوں میں کیڑوں اور ریاح کے اخراج اور پیٹ کے اپھارے کے ازالہ، حیض اور پیشاب کے اجراء، گُردہ اور مثانہ کی پتھری کے اخراج، پرانے بلغمی سوداوی بخاروں، گٹھیا، نقرس اور عرق النساء جیسی مختلف بیماریوں کے لئے اس کے استعمال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پانچ تولے کلونجی کورات کے وقت سِرکے میں بھگو کررکھیں اور پھراگلے روز سائے میں خشک کرکے باریک پیس چھان کر سفوف بنائیں اور شہد خالص پندرہ تولے قوام میں ملاکر رکھیں اور چھ ماشے سے ایک تولہ تک کھائیں۔

کلونجی کوسرکے میں پیس کرلیپ کرنے سے پھل بہری، داد، بال خورہ اورمہاسے دور ہوجاتے ہیں۔

گٹھیا، دردِ کمر اور دوسرے بادی بلغمی دردوں کے لیے اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ کلونجی، ہالون ،اجوائن اور میتھی یہ چاروں چیزیں برابر وزن سالم وثابت ہی ملا کر رکھ چھوڑیں اور روزانہ صبح کو تین چار ماشے پھانک کر دو چار گھونٹ ذرا گرم پانی پییں ،اس نسخے کو''حاکمِ بدن'' کہتے ہیں۔

کلونجی ہچکی کے لیے بھی مفید دوا ہے،کلونجی تین ماشے کو باریک پیس کر مکھن ایک تولہ میں ملاکر چٹائیں۔

پیلیا کے بعد آنکھوں کی زردی کو دور کرنے کے لیے بھی کلونجی ایک نہایت مفید دوا ہے۔

کلونجی کے سات دانے عورت کے دودھ میں پیس کر ناک میں سڑکنے سے آنکھوں کی زردی دور ہوجاتی ہے۔

گٹھیا، کمر کے درد اور فالج ولقوہ کی بیماری میں اس کی مالش کے استعمال کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کلونجی پانچ تولے کو ذرا کوٹ کر آدھ سیر تِلوں کا تیل ملاکر بہت ہلکی آنچ پر پکائیں، پھراس کوصاف کرکے رکھیں،اور اس تیل کی مالش کریں۔

کلونجی کوگرم کرکے یا بھون کر کپڑے میں باندھ کر سونگھنے سے زکام اچھا ہوجاتا ہے۔

اگر پرانا دردِ سر یا آدھے سر کا درد ستاتا ہوتو کلونجی کو سِرکے میں پیس کر ناک میں سڑکنے سے یہ شکایتیں دور

ہو جاتی ہیں (ملاحظہ ہو: دیہاتی معالج، صفحہ ۲۶۹، ۲۷۰، از حکیم محمد سعید صاحب)

ذیابیطس (شوگر) کے مریضوں کو تین حصہ کلونجی، اور ایک حصہ کاسنی کے بیج ملا کر ناشتہ کے بعد ایک چھوٹا چمچ دیا گیا، ایک ہفتہ میں خون میں گلوکوز کی مقدار کم ہونے لگی، پیشاب میں شکر ختم ہو گئی۔

کلونجی کو اگر گرم کپڑوں میں رکھیں، تو ان کو کیڑا نہیں لگتا۔

سرکہ اور کلونجی ملا کر جلد پر پیدا ہونے والے مسّے پر لگانے سے وہ جھڑ جاتا ہے۔

کلونجی کو پانی میں ملا کر لیپ کرنے سے جلد پر پیدا ہونے والی چھیپ ختم ہو جاتی ہے۔

کلونجی کو پانی میں پکا کر شہد ملا کر پینے سے مثانہ کی پتھری خارج ہو جاتی ہے۔

بھارتی ماہرین نے کلونجی کو گیس، پیٹ کے درد، اعصاب اور دماغ کے ضعف، نسیان، فالج اور رعشہ میں مفید قرار دیا ہے۔

پرانے حفاظ بچوں کو قرآن مجید حفظ کراتے وقت یادداشت کو بہتر بنانے کے لئے نہار منہ کلونجی کے چند دانے کھلاتے تھے (ملاحظہ ہو: طب نبوی ﷺ اور جدید سائنس، ج ۱ ص ۲۵۱ تا ۲۵۴، از: ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب)

رطوبات کی وجہ سے اگر رحم کے عضلات کمزور ہو جائیں، اور بچے کی پیدائش میں رکاوٹ پیدا ہو جائے، یا کسی کو حیض کا خون جاری نہ ہو رہا ہو، تو اس کو پانی میں جوش دے کر اس کا قہوہ پینے سے فائدہ ہوتا ہے۔

لیکن حاملہ عورتوں کو زیادہ مقدار میں دینے سے اسقاط کا خطرہ ہوتا ہے۔

کلونجی کا اگر مسلسل استعمال کیا جائے، تو اس سے مرگی کے مریض کو افاقہ ہو جاتا ہے، اور مرگی کے دورہ کے وقت مریض کے ناک میں اس کے سفوف کو لگانا مرگی کے دورہ کے اثر کو ختم کرتا ہے۔

عضوِ تناسل پر اگر آتشک کے زخم ہوں، تو اس کے سفوف کو لگانا فوری فائدہ مند ہے (ملاحظہ ہو: تحقیقات خواص المفردات، المعروف خواص الاشیاء، حصہ اول ''عضلاتی'' مؤلفہ: حکیم محمد یاسین، ص ۴۱۵)

کلونجی کو پانی کے ہمراہ صبح، دوپہر اور شام چند ماہ تک استعمال کرنے سے مرگی اور دمہ کے مرض کو افاقہ ہوتا ہے، اور زندگی بھر کے لئے باؤلے پن سے نجات حاصل ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ کتے کے کاٹنے کی ہڑک چڑھ گئی ہو، اُس کے لئے بھی مؤثر و لاجواب نسخہ ہے (ملاحظہ ہو: کلونجی کے کرشمات، صفحہ ۱۳، ۱۵، ۱۶؛ مؤلفہ: حکیم محمد طارق محمود چغتائی، ادارہ مطبوعاتِ سلیمانی، اُردو بازار، لاہور)

تلی کے امراض اور تھیلیسیمیا (Thalassemia) کی بیماری کے لئے گھیگوار کا گودا اور کلونجی کو ہم

وزن پیس کر دونوں کے مجموعی وزن کے برابر چینی شامل کرکے پانی کی مناسب مقدار میں شربت بنالیں، اور چند دن تک اس کا استعمال رکھیں (ایضاً،صفحہ ۲۸)

اگر تلی بڑھ گئی ہو، اور اس میں پانی بھر جاتا ہو، جسم پر ورم بھر بھراہٹ، پیلاہٹ ہو تو درجِ ذیل نسخہ استعمال کریں۔

برنجاسف ۹ گرام، پودینہ ۹ گرام، افسنتین ۳ گرام، کلونجی ۲ گرام، سرپھوکا ۳ گرام۔

ان تمام اجزاء کو ایک کپ تیز گرم پانی میں رات کو بھگودیں، صبح کو مَل چھان کر اس ایک کپ میں دو کپ عرقِ مکو اور ایک کپ عرقِ کاسنی ملاکر پورے دن یہی عرق پلائیں۔

اسی طرح کم از کم چالیس دن تک روزانہ یہ عمل کریں (ایضاً،صفحہ ۲۵)

تل کے مختلف امراض کے لئے درجِ ذیل نسخہ انتہائی مفید ہے۔

پان کا تازہ پتہ ایک عدد، کلونجی ۲ گرام، لہسن چھلا ہوا ۴ عدد، ادرک ۳ گرام۔

رات کے وقت پان کے پتے، لہسن اور ادرک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے کلونجی سمیت ان سب چیزوں کو ایک کپ عرقِ گلاب میں بھگودیں، صبح مَل چھان کر اس میں ایک کپ عرقِ گلاب اور ملادیں، اور اس کو نہار منہ پی لیں، اگر ایک وقت میں پینا دشوار ہو تو وقفہ وقفہ کے بعد نہار منہ یہ تمام پانی پی لیں (ایضاً، صفحہ ۲۶)

نفل، سنت اور واجب

اعتکاف کے فضائل واحکام

نفل ومستحب، مسنون اور واجب اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام، نفل ومستحب اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام، مسنون اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام واجب اعتکاف کی حقیقت اور اُس کی اقسام واحکام، اور متعلِّقہ تحقیقی مسائل پر مفصَّل ومدلَّل کلام

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

- ......جمعہ/۵/۱۲/۱۹/۲۶ جمادی الاُخریٰ کو متعلقہ مساجد میں حسبِ معمول وعظ ومسائل کے سلسلے ہوئے۔
- ......اتوار/۷/۱۴/۲۱/۲۸/ جمادی الاُخریٰ دن دس بجے حضرت مفتی محمد رضوان صاحب کی مسجدِ غفران میں ہفتہ وار اصلاحی مجلس منعقد ہوتی رہی۔
- ......۱۲/ جمادی الاخریٰ بروز جمعہ شام کو حضرت مدیر صاحب جناب عثمان صاحب (تاج آٹوز) کے نئے گھر کی افتتاحی دعا اور عشائیہ کی تقریب میں فیصل ٹاؤن، نزد اسلام آباد ائیر پورٹ تشریف لے گئے۔
- ......۱۴/ جمادی الاُخریٰ بروز اتوار مفتی محمد یونس صاحب اور بندہ محمد امجد کاہری پور مولانا عبدالسلام صاحب (ناظم، ماہنامہ:التبلیغ) کی نانی صاحبہ کی وفات پر تعزیت کے لئے جانا ہوا۔
- ......۱۹/ جمادی الاُخریٰ بعداز جمعہ مولانا عبدالسلام صاحب، مولانا طارق محمود صاحب، قاری عبدالحلیم صاحب اور بندہ محمد امجد، مولانا خلیلُ اللہ صاحب کی دعوت پر سکوٹ (کلر سیداں) ان کے مدرسہ اور سکول اور مولانا کی ضیافت میں حاضر ہوئے، اور مدرسہ کے معزز ذمہ داران سے ملاقات ومجالست ہوئی، بعد عشاء واپس پہنچے۔
- ......۲۰/ جمادی الاُخریٰ بروز ہفتہ کو حضرت مولانا عبدالحمید تونسوی صاحب زیدمجدہٗ (نواسہ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی صاحب دامت برکاتہم) مع بعض احباب کے دارالافتاء میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے علمی مجلس رہی، قبل العصر معزز مہمان رخصت ہوئے۔
- ......۲۲/ جمادی الاخریٰ بروز پیر کو حضرت مفتی محمد رضوان صاحب شیخوپورہ کے مضافات میں ایک دینی ادارے میں مولانا عبدالسلام صاحب اور مولانا طارق محمود صاحب کے ہمراہ تشریف لے گئے، جہاں آپ نے اصلاحی وعظ فرمایا، اسی رات کو وہاں سے روانہ ہو کر اگلے دن علی الصبح واپس پہنچے۔
- ......۲۴/ جمادی الاخریٰ بروز بدھ دن ساڑھے دس بجے خواتین کے لئے درسِ قرآن کی نشست ہوئی، درسِ قرآن کی یہ پندرہ روزہ وقفے کے ساتھ منعقد ہونے والی مجلس پہلے اتوار کو دن دس بجے ہوا کرتی تھی، اب ایک بدھ چھوڑ کر دوسرے بدھ کو دن دس بجے کے بعد ہوا کرے گی، ان شاءاللہ۔
- ......۲۴/ جمادی الاخریٰ بروز بدھ مولانا عبدالسلام صاحب کے والد قاری امانت علی شاہ صاحب کو بلڈ پریشر اور دل کی تکلیف کا عارضہ لاحق ہوا، چند دن ہسپتال میں زیرِ علاج رہے، اب بفضلہٖ تعالیٰ صحت یاب ہیں۔
- ......۲۶/ جمادی الاخریٰ بروز جمعہ بعد عشاء حضرت مدیر صاحب کی بھانجی کی رُخصتی عمل میں آئی۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21 / اپریل 2012ء، بمطابق ۲۸ جمادی الاولیٰ 1433ھ : پاکستان: اسلام آباد: خراب موسم کے باعث مسافر طیارہ آبادی پر گر کر تباہ، 127 افراد جاں بحق 22 / اپریل: پاکستان: سانحہ سیاچن، بٹالین ہیڈکواٹرز سے 600 میٹر دور فوجیوں کا سامان مل گیا 23 / اپریل: پاکستان: لاہور میں طیارے کی ٹنکی لیک، کراچی میں ٹائر پھٹ گئے، نجی ائیر لائنز کو طیاروں کو دوبارہ معائنہ کا حکم 24 / اپریل: پاکستان: چین میں تیار ہونے والا میزائل بردار بحری جہاز پاک بحریہ کے حوالے 25 / اپریل: پاکستان: لاہور، ریلوے اسٹیشن پر بم دھاکہ، 2 افراد جاں بحق، 58 زخمی، کالعدم لشکرِ بلوچستان نے ذمہ داری قبول کرلی 26 / اپریل: پاکستان: حج اخراجات میں ایک لاکھ 10 ہزار تک اضافہ، عازمینِ حج 3 کیٹگریز میں تقسیم، وفاقی کابینہ نے 3 سالہ پالیسی کی منظوری دے دی 27 / اپریل: پاکستان: توہینِ عدالت کیس، وزیراعظم مجرم قرار، سزا پوری ہونے پر رہا، اپیل دائر کرنے اور مستعفی نہ ہونے کا اعلان 28 / اپریل: پاکستان: 14 میجر جنرلز کے تبادلے، عاصم سلیم باجوہ ڈی جی آئی ایس پی آر مقرر 29 / اپریل: پاکستان: کراچی، لیاری گولیوں سے گونجتا رہا، پولیس پر تابڑ توڑ حملے، ایس ایچ او سمیت 11 افراد ہلاک 30 / اپریل: پاکستان: پنجاب میں 50 ایکڑ آبپاشی، 100 ایکڑ بارانی اراضی پر زرعی ٹیکس لگانے کا فیصلہ، بورڈ آف ریونیو نے پالیسی تیار کرلی کیم/مئی: پاکستان: لائٹ ڈیزل سستا، دیگر پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں برقرار، حکومت نے عوام پر 25 ارب کا اضافی بوجھ ڈال دیا 02 /مئی: پاکستان: وفاق نے مزدور کی کم از کم اجرت 8000 پنجاب نے 9000 روپے کردی 03 /مئی : پاکستان: کراچی، لیاری میں دستی بموں اور راکٹوں سے حملے جاری، مزید 11 ہلاک، پی پی کے ایم پی اے کا گھر نذرِ آتش 04 /مئی: پاکستان: غلط بیانی پر تفتیشی افسر کی گرفتاری کا حکم، لاپتہ افراد بازیاب نہ ہوئے، تو تمام افسر معطل ہونگے، چیف جسٹس 05 /مئی: پاکستان: باجوڑ، خودکش حملے میں لیوز کمانڈنٹ اور ڈپٹی سمیت 25 افراد جاں بحق، 66 زخمی 06 /مئی: پاکستان: شمالی وزیرستان میں امریکی ڈرون حملہ، 10 افراد جاں بحق، پاکستان کا شدید احتجاج 07 /مئی: پاکستان: ارکانِ پارلیمنٹ اور اعلیٰ حکام کی سفارش پر سینکڑوں سی این جی سٹیشنوں کی غیر قانون منتقلی 08 /مئی: پوٹین تیسری بار روس کے صدر بن گئے، میدیوف وزیراعظم نامزد 09 /مئی: پاکستان: وزیراعظم نافرمانی پر 5 سال کے لئے نااہل ہوسکتے ہیں، سپریم کورٹ کا تفصیلی فیصلہ جاری 10 /مئی: پاکستان: نیا صوبہ جنوبی پنجاب قائم، بہاولپور بحال کیا جائے، پنجاب اسمبلی کی متفقہ قرارداد یں

﴿بقیہ صفحہ ۵۵ پر ملاحظہ فرمائیں﴾